# تذکرہ بدعات

از

ابو شہریار

2020

www.islamic-belief.net

اس کتاب کو صرف تعلیمی مقاصد کے تحت شائع کیا گیا ہے

پہلی اشاعت ۲۰۲۰

جملہ حقوق محفوظ ہیں

اس کتاب یا اس کے اجزاء کو کسی اور شکل میں شائع کرنے کو اجازت نہیں ہے ۔اس کتاب کی فروخت سخت ممنوع ہے

First Published in 2020

ALL RIGHTS RESERVED

No part of this work may be reproduced or used in any form or by any means – graphic, electronic, or mechanical, including photocopying, recording, taping, web distribution, or information storage retrieval systems – without the written permission of the publisher.

www.islamic-belief.net

# فہرست


پیش لفظ ......6
نصرانی بدعت کا حق......11
ہر بدعت گمراہی ہے ؟......13
قرآن سے الگ نیا حکم کرنا......19
بدعتی پر لعنت ہے......23
مسجد الحرام کے اندر کی جانے والی بدعات......24
دوران طواف کعبہ کو پکڑنا......24
نماز کے بعد حجر اسود کو چھونا......25
غلاف کعبہ پر آیات و حکمرانوں کے نام درج کرنا......26
حرم مدینہ کے اندر کی جانے والی بدعات......29
قبر النبی پر گنبد کی تعمیر......30
یروشلم سے متعلق بدعات......40
یروشلم سے احرام باندھنا......40
قبہ الصخرہ کا طواف کرنا......41
اذان سے متعلق بدعات......44
جمعہ کی نماز کی اذانیں......44
الصَّلَاۃُ خَیْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنے کی بدعت......48
اذان سننے میں انگوٹھے چومنا......50

52.....................................نو مولود کے کان میں اذان دینا
55................ اذان کے بعد السلام علیك یا رسول اللہ کہنا
56.................................................. عید سے متعلق بدعات
56.................................................. عیدین میں اذان دینا
57............................................عید کی دو نمازیں پڑھانا
58.................................................جمعہ سے متعلق بدعات
59..................................................... بیٹھ کر خطبہ دینا
60..............................................رمضان سے متعلق بدعات
60 مسجد الحرام میں رمضان کے وتر میں قبوت نازلہ پڑھنا
63..................................................دعا ختم القرآن کرنا
66..........................................مقابر کے حوالے سے بدعات
66.......................................... نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا
67.......................................قبر پر مٹی ڈالتے وقت کی دعا
68.............................................. تدفین کے بعد دعا کرنا
71....................................قبروں پر جا کر نمازیں پڑھنا
73.............................................قبر کے پاس قرات کرنا
76................................................. قبروں پر پھول ڈالنا
79...............................................اذکار سے متعلق بدعات
79...................................نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا
83...............................................شب جمعہ درود پڑھنا
85...................................بسم اللہ کی بجائے ۷۸۶ لکھنا
88................................................قرآن سے متعلق بدعات
88........................ قرآن کو زعفران سے لکھنا اور پینا

95..................................................آیات کو جسم پر لکھنا
97................................................ مساجد سے متعلق بدعات
97.................................................... چٹائی پر نماز پڑھنا
99................................................ مینار بنانا بدعت ہے
103.............................................محراب بنانا بدعت ہے
110.................................مساجد پر چاند کے طغرے لگانا
117........................................ اسلامی ربع الحزب کا نشان
121.............................. ہڑپہ کی تہذیب مسجد الحرام کی زیبائش
127...................................گروہی عصبیت سے متعلق بدعات
127...............................................مباہلہ کرنے کي بدعت
133.........................................معاشرت میں بدعات کا ذکر
133......................................................سالگرہ منانا
135................................ جمعہ مبارک یا شادی مبارک کہنا
135.....................................شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا
137.....................................سبز عمامہ مسلسل باندھنا
141...................................فوٹو کیا تصویر سازی ہے ؟
146................................کھڑے ہو کر پانی پینا بدعت ہے ؟
147....................کالا خضاب لگانے کو حرام قرار دینا

بسم اللہ الرحمان الرحیم

# پیش لفظ

لغت میں ہر نئی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے- بعض لوگوں نے کہا کہ بدعت وہ ہے جس کی پہلے مثال موجود نہ ہو -

بدرالدین عینی الحنفی (المتوفی 855ھ) لکھتے ہیں کہ بدعت اصل میں ایسی نو ایجاد چیز کو کہتے ہیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہ تھی (عمدۃ القاری ج 5 ص 356)-ابن حجر کہتے ہیں بدعت اصل میں اس چیز کو کہا جاتا ہے جو بغیر کسی سابق مثال اور نمونہ کے ایجاد کی گئی ہو (فتح الباری ج 4 ص 219)-

راقم کہتا ہے یہ تعریفات غلط ہیں - اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے تراویح کو بدعت کہا جبکہ یہ پہلے سے موجود تھی -اس طرح لغت کے تحت یہ ممکن نہیں بدعت کوئی ایسا نیا کام ہو جس کی سابقہ مثال نہ ہو - بدعت صرف نیا کام کرنا ہے— تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے تین دن پڑھی بعد میں کہیں یہ فرض نہ ہو جائے اور امت کو مشکل ہو اس کو عوام میں ادا نہ کیا لیکن رمضان میں انفرادی رات کی نماز کا حکم جاری رہا یہاں تک کہ عمر رضی اللہ عنہ کے دور میں اس کو جماعت کے ساتھ کیا جائے لگا- یاد رہے کہ اس سے قبل جنگ یمامہ میں بہت سے

قاری شہید ہوئے اور ہر کوئی قرآن کا یاد کرنے والا حافظ نہ تھا ایران فتح ہو گیا تھا اور مدینہ النبی غلاموں سے بھر گیا لہذا ایک قاری کے پیچھے انہوں نے لوگوں کو جمع کیا جو ابی بن کعب تھے اس طرح اس کا واپس اجرا ہوا

چونکہ یہ ایک سنت تھی لیکن ایک حکمت کے تحت رکی ہوئی تھی اس کو واپس شروع کرنے کا ثواب ہو گا

ان شاء اللہ۔

شرعا بدعت وہ عمل ہے جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حیات طیبہ میں سرے سے کیا ہی نہ ہو—ایسا عمل جو اپنی زندگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہو اس کو کرنا بدعت نہیں۔ اس میں تقدیم و تاخیر ہو سکتی ہے۔ مثلا عمر و عثمان رضی اللہ عنہما نے اپنے ادوار خلافت میں بعض اوقات عید کا خطبہ پہلے کیا ہے، نماز بعد میں۔ اس طرح خطبہ کو پہلے کرنا سنت رسول میں معلوم نہیں ہے لیکن اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عمل کو بدعت قرار نہیں دیا۔ دور صحابہ میں اگر کوئی عمل رسول اللہ نے کیا ہو تو اس میں مصلحت و ضرورت کے تحت اس کو کم یا زائد یا پہلے یا بعد میں کرنا سنت میں ہی تھا۔ اس کی ایک اور مثال اذان عثمانی ہے۔ عثمان رضی اللہ عنہ کے دور میں جمعہ کی اذان، ایک کی بجائے دو کی گئی۔ ایک مسجد میں دی جاتی اور دوسری بازار الزوراء میں—

یہ اذانیں بدعت قرار نہیں دی گئیں۔ اس طرح اجماع صحابہ ہوا کہ عمل جائز ہے کہ سہولیت مسلمین کو مد نظر رکھتے ہوئے سنت سے معلوم کام کو بالکل اسی طرح نہ کیا جائے جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا۔

اصحاب رسول کے نزدیک وہ چیز جس کا دین میں اجراء ہو چکا ہو اس میں اضافہ کرنا بدعت نہیں ہے

مثلا قرآن لکھنے کا رسول اللہ نے حکم دیا، قرآن کو ایک جگہ کرنا بدعت نہیں

اذان جمعہ میں دینا معلوم ہے اس کو دو یا تین کرنا بدعت نہیں

بدعت کی تعریف اس طرح یہ ہے کہ وہ کام جو سرے سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ کیا ہو ، نہ کرنے کا حکم دیا وہ بدعت ہے - اگر تراویح سرے سے ہی نہ پڑھی ہوتی تو بدعت ہوتی - اگر عید کا خطبہ سرے سے ہی نہ دیا گیا ہوتا تو بدعت ہوتا - اگر اذان سرے سے ہی سنت میں معلوم نہ ہوتی تو اس کو کئی بار دینا بدعت ہوتا -

بدعت کی مثالوں میں سے ہوا

عید میلاد النبی کرنا کیونکہ اس دن کو تہوار کے طور منانا سنت النبی و صحابہ میں نہیں ہے

شعبان یا رجب کی کسی خاص رات میں عبادت کرنا

عید کی رات میں عبادت کرنا

ختم القرآن کی دعا کرنا

رمضان میں قنوت نازلہ وتر میں پڑھنا

غلاف کعبہ پر آیات لکھنا

مسجدوں میں مینار و محراب بنانا اور در و دیوار پر آیات و اسماء الحسنی لکھنا

بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ بدعات کو استخارہ کر کے جاری کیا جا سکتا ہے مثلا فتح الباری میں ابن حجر نے لکھا ہے

وَقَالَ الْحَافِظ أَبُو ذَر الْهَرَوِيّ سَمِعت أَبَا الْهَيْثَم مُحَمَّد بن مكي الْكشميهني يَقُول سَمِعت مُحَمَّد بن يُوسُف الْفربري يَقُول قَالَ البُخَارِيّ مَا كتبت فِي كتاب الصَّحِيح حَدِيثا الا اغْتَسَلت قبل ذَلِك وَصليت رَكْعَتَيْنِ

الحَافِظ اِبُو ذر الْہَرَوِیّ کہتے ہیں میں نے اِبَا الْہَیْثَم مُحَمَّد بن مکی الْکُشْمِیہنی کو سنا انہوں نے مُحَمَّد بن یُوسُف الْفربری کو کہتے سنا کہ امام بخاری نے کہا کہ میں نے کوئی حدیث کتاب الصحیح میں نہ لکھی الا یہ کہ اس سے قبل دو رکعت پڑھی

اس روایت میں مُحَمَّد بن مكي الْكشميهني المتوفی ٣٨٩ ھ ، محَمَّد بن يُوسُف الْفربري پیدائش ٢٣١ ھ سے سن کر امام بخاری کا ایک عمل بتا رہے ہیں جو بدعت ہے- حدیث رسول لکھنے پر استخارہ کرنے سے کوئی حدیث صحیح متصور نہیں ہو گی کیونکہ استخارہ ان کاموں میں کیا جاتا ہے جن میں مشورہ ممکن ہو مثلا کوئی کام کرنے کا ارادہ کرنا اور اس میں اطمینان قلب کے لئے کوئی کام کرنا

اصل میں اس قول کا دارومدار عَبْدُ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْهَرَوِيُّ الْحَافِظُ أَبُو ذَرٍّ پر ہے جس کی وفات سن ٤٣٠ ھ کی ہے- کتاب المنتخب من کتاب السیاق لتاریخ نیسابور از : تَقِيُّ الدِّيْنِ، اِبُو إِسْحَاقَ إِبْرَاهِيْمُ بنُ مُحَمَّدِ بنِ الأَزْهَرِ بنِ أَحْمَدَ بنِ مُحَمَّدٍ العِرَاقِيُّ، الصَّرِيْفِيْنِيُّ، الحَنْبَلِيُّ (المتوفى: 641ھ-) کے مطابق

مَعْرُوفٌ مَشْهُورٌ مِنْ أَهْلِ الْحَدِيثِ، صُوفِيٌّ مَالِكِيٌّ مِنَ الْمُجَاوِرِينَ بِمَكَّةَ، حَرَسَهَا اللَّهُ، كَانَ وَرِعًا زَاهِدًا عَالِمًا سَخِيًّا بِمَا يَجِدُ، لا يَدَّخِرُ شَيْئًا لِلْغَدِ، صَارَ مِنْ كِبَارِ مَشَايِخِ الْحَرَمَيْنِ، مُشَارٌ إِلَيْهِ فِي التَّصَوُّفِ،

مشہور و معروف اہل حدیث ہیں صوفی مالکی ہیں اور … تصوف کی طرف مائل ہیں

اس قول سے امام بخاری پر بدعت کا الزام لگتا ہے اور اس میں صوفی منش ابو ذر الھروی کی غلطی ہے

بدعت پر استخارہ خود ایک بدعت ہے

امام بخاری نے صحیح تالیف کرنے کا ارادہ کیا تو بہت ممکن ہے اس پر استخارہ کیا ہو لیکن روایت کی صحت کا تعیّن علم جرح و تعدیل اور علم علل پر منبی ہے اس میں ہر روایت پر وہبی اشارہ لینا نا ممکن ہے- ہر روایت پر استخارہ ہونے کے

باوجود علماء نے صحیح بخاری کی کچھ احادیث کو معلول بھی قرار دیا ہے جس میں البانی بھی ہیں لہذا استخارہ والی بات اس زاویہ سے بھی صحیح نہیں

ابو شہریار

۲۰۲۰

# نصرانی بدعت کا حق

اللہ تعالی سورہ الحدید میں کہتا ہے

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَى آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ وَآتَيْنَاهُ الإِنْجِيلَ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً وَرَحْمَةً وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ إِلا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا فَآتَيْنَا الَّذِينَ آمَنُوا مِنْهُمْ أَجْرَهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ

پھر اس کے بعد ہم نے اپنے انبیاء اور عیسیٰ ابن مریم کو بھیجا اور اس کو انجیل دی اور ان ماننے والوں کے دلوں میں رحم اور رقت ڈال دی اور رہبانیت کو انھوں نے شروع کیا تا کہ اللہ کی رضا حاصل کریں، ہم نے اس کا حکم نہ دیا تھا، لیکن وہ اس کو کما حقہ ادا نہ کر سکے پس ہم نے ان کے ایمان والوں کو اجر دیا اور اکثر ان میں سے فاسق ہیں

نصرانیوں نے رہبانیت کو جاری کیا، ان سے اس کا حق ادا نہ ہوا — رہبانیت مشکل کام تھا- دنیا سے سرے سے لا تعلق ہونا اور اپنے اوپر شادی نہ کرنے کی پابندی لگانا، آسان کام نہ تھا- اس عہد کو بر قرار رکھنے میں نصرانی راہب کامیاب نہ ہوئے-

نصرانی اصل میں عیسیٰ و یحییٰ علیھما السلام کی پابندی اپنے اوپر عائد کر رہے تھے- عیسیٰ علیہ السلام نے شادی نہیں کی تھی کیونکہ ان کی والدہ مسجد الاقصی میں منت پوری کر رہی تھیں، تمام زندگی کہ لئے وقف تھیں —اسی اعتکاف کے دوران عیسیٰ ان کے بطن میں آئے اور عیسیٰ علیہ السلام بھی مسجد الاقصی کے پروہتوں / لاویوں کے انداز میں زندگی گزارتے تھے- یحییٰ علیہ السلام کی پیدائش بھی ایک معجزہ تھی، ان کو قرآن میں **حصورا** کہا گیا یعنی وہ جو شادی نہ کرے اور بائبل میں ہے کہ یحییٰ ٹڈی و شہد کھاتے تھے، اور شہر سے باہر رہتے تھے—

انہی انبیاء کی سنت کو حیات کو نصرانی راہبوں نے اختیار کرنے کی کوشش کی - اللہ تعالی نے امت عیسیٰ کو اس کا حکم نہیں کیا تھا لیکن نصرانیوں نے اس کو ایجاد کیا اور حق ادا نہ کر سکے- سوال یہ ہے کہ اگر حق ادا کر لیتے تو کیا اللہ تعالی قبول کر لیتا؟ کیونکہ اللہ تعالی نے یہاں یہ ذکر نہیں کیا کہ اس عمل کو مطلق رد کر دیا گیا-

راقم سمجھتا ہے کہ سابقہ امتوں میں اس کی گنجائش تھی کہ ان کے ربانی و اولیاء اللہ اگر نیکی ایجاد کریں تو اللہ تعالی اس کو قبول کر لیتا تھا مثلا تابوت سکینہ میں باقیات ال ہارون و موسی جمع کی گئی - انبیاء کی باقیات کو ایک جگہ جمع کرنے کا کوئی حکم توریت میں موجود نہیں ہے

امت محمد میں ایجاد کردہ حکم رد کر دیا جائے گا کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی و رسول ہیں

# ہر بدعت گمراہی ہے ؟

بعض راویوں نے بیان کیا کہ ہر بدعت گمراہی ہے - اس روایت کے دو، تین طرق ہیں لیکن مضبوط نہیں ہیں- بہت سے بہت حسن کہا جاسکتا ہے اور حسن پر معلوم ہے کہ اس سے حلال و حرام کا فیصلہ نہیں کیا جاتا ہے

سنن ابن ماجہ میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ بْنِ مَيْمُونٍ الْمَدَنِيُّ أَبُو عُبَيْدٍ، حَدَّثَنَا أَبِي، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جَعْفَرِ بْنِ أَبِي كَثِيرٍ، عَنْ مُوسَى بْنِ عُقْبَةَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاق، عَنْ أَبِي الْأَحْوَصِ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "إِنَّمَا هُمَا اثْنَتَانِ: الْكَلَامُ، وَالْهَدْيُ، فَأَحْسَنُ الْكَلَامِ كَلَامُ اللَّهِ، وَأَحْسَنُ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ، أَلَا وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ، فَإِنَّ شَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا، وَكُلُّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ، وَكُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، أَلَا لَا يَطُولَنَّ عَلَيْكُمُ الْأَمَدُ فَتَقْسُوَ قُلُوبُكُمْ، أَلَا إِنَّ مَا هُوَ آتٍ قَرِيبٌ، وَإِنَّمَا الْبَعِيدُ مَا لَيْسَ بِآتٍ، أَلَا إِنَّمَا الشَّقِيُّ مَنْ شَقِيَ فِي بَطْنِ أُمِّهِ، وَالسَّعِيدُ مَنْ وُعِظَ بِغَيْرِهِ، أَلَا إِنَّ قِتَالَ الْمُؤْمِنِ كُفْرٌ، وَسِبَابُهُ فُسُوقٌ، وَلَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ أَنْ يَهْجُرَ أَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ، أَلَا وَإِيَّاكُمْ وَالْكَذِبَ، فَإِنَّ الْكَذِبَ لَا يَصْلُحُ بِالْجِدِّ، وَلَا بِالْهَزْلِ، وَلَا يَعِدُ الرَّجُلُ صَبِيَّهُ، ثُمَّ لَا يَفِي لَهُ، فَإِنَّ الْكَذِبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبِرِّ، وَإِنَّ الْبِرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَإِنَّهُ يُقَالُ لِلصَّادِقِ: صَدَقَ وَبَرَّ، وَيُقَالُ لِلْكَاذِبِ: كَذَبَ وَفَجَرَ، أَلَا وَإِنَّ الْعَبْدَ يَكْذِبُ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَّابًا"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "بس دو ہی چیزیں ہیں، ایک کلام اور دوسری چیز طریقہ، تو سب سے بہتر کلام اللہ کا کلام (قرآن مجید) ہے، اور سب سے بہتر طریقہ (سنت) محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ ہے، سنو! تم اپنے آپ کو دین میں نئی چیزوں سے بچانا، اس لیے کہ دین میں سب سے بری چیز «محدثات» (نئی چیزیں) ہیں، اور ہر «محدث» (نئی چیز) بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ سنو! کہیں شیطان تمہارے دلوں میں زیادہ زندہ رہنے اور جینے کا وسوسہ نہ ڈال دے، اور تمہارے دل سخت ہو جائیں۔ خبردار! آنے والی چیز قریب ہے ، دور تو وہ چیز ہے جو آنے والی نہیں۔ خبردار! بدبخت تو وہی ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں بدبخت لکھ دیا گیا، اور نیک بخت وہ ہے جو دوسروں کو دیکھ کر نصیحت حاصل

کرے۔آگاہ رہو! مومن سے جنگ وجدال اور لڑائی جھگڑا کرنا کفر ہے، اور اسے گالی دینا فسق (نافرمانی) ہے، کسی مسلمان کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی سے تین دن سے زیادہ ترک تعلق کرے ۔ سنو! تم اپنے آپ کو جھوٹ سے بچانا، اس لیے کہ جھوٹ سنجیدگی یا ہنسی مذاق (مزاح) میں کسی بھی صورت میں درست نہیں ہے ، کوئی شخص اپنے بچے سے ایسا وعدہ نہ کرے جسے پورا نہ کرے، جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے، اور گناہ جہنم کی طرف لے جاتا ہے، اور سچائی نیکی کی طرف لے جاتی ہے، اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے، چنانچہ سچے آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے سچ کہا اور نیک و کار ہوا، اور جھوٹے آدمی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے جھوٹ کہا اور گناہ گار ہوا۔ سنو! بندہ جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کے پاس کذاب (جھوٹا) لکھ دیا جاتا ہے

البانی کا حکم ہے کہ یہ روایت ضعیف ہے

سنن ابو داود ۴۰٦۷ میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ، حَدَّثَنَا ثَوْرُ بْنُ يَزِيدَ، قَالَ: حَدَّثَنِي خَالِدُ بْنُ مَعْدَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عَمْرٍو السُّلَمِيُّ، وَحُجْرُ بْنُ حُجْرٍ، قَالَا: "أَتَيْنَا الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، وَهُوَ مِمَّنْ نَزَلَ فِيهِ: وَلا عَلَى الَّذِينَ إِذَا مَا أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لا أَجِدُ مَا أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ سورة التوبة آية 92، فَسَلَّمْنَا، وَقُلْنَا: أَتَيْنَاكَ زَائِرِينَ وَعَائِدِينَ وَمُقْتَبِسِينَ، فَقَالَ الْعِرْبَاضُ "صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً ذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ وَوَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، فَقَالَ قَائِلٌ: يَا رَسُولَ اللَّهِ كَأَنَّ هَذِهِ مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، فَمَاذَا تَعْهَدُ إِلَيْنَا ؟ فَقَالَ: أُوصِيكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا فَإِنَّهُ مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الْمَهْدِيِّينَ الرَّاشِدِينَ تَمَسَّكُوا بِهَا وَعَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَمُحْدَثَاتِ الْأُمُورِ فَإِنَّ كُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ".

عبدالرحمٰن بن عمرو سلمی اور حجر بن حجر کہتے ہیں کہ ہم عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے، یہ ان لوگوں میں سے ہیں جن کے بارے میں آیت کریمہ {ولا على الذين إذا ما أتوك لتحملهم قلت لا أجد ما أحملكم عليه} نازل ہوئی، تو ہم نے سلام کیا اور عرض کیا: ہم آپ کے پاس آپ سے ملنے، آپ کی عیادت کرنے، اور

آپ سے علم حاصل کرنے کے لیے آئے ہیں، اس پر عرباض رضی اللہ عنہ نے کہا: ایک دن ہمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی، پھر ہماری طرف متوجہ ہوئے اور ہمیں دل موہ لینے والی نصیحت کی جس سے آنکھیں اشک بار ہو گئیں، اور دل کانپ گئے، پھر ایک شخص نے عرض کیا: اللہ کے رسول! یہ تو کسی رخصت کرنے والے کی سی نصیحت ہے، تو آپ ہمیں کیا وصیت فرما رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "میں تمہیں اللہ سے ڈرنے، امیر کی بات سننے اور اس کی اطاعت کرنے کی وصیت کرتا ہوں، خواہ وہ کوئی حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، اس لیے کہ جو میرے بعد تم میں سے زندہ رہے گا عنقریب وہ بہت سے اختلافات دیکھے گا، تو تم میری سنت اور ہدایت یافتہ خلفاء راشدین کے طریقہ کار کو لازم پکڑنا، تم اس سے چمٹ جانا، اور اسے دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا، اور دین میں نکالی گئی نئی باتوں سے بچتے رہنا، اس لیے کہ ہر نئی بات بدعت ہے، اور ہر بدعت گمراہی ہے

سند میں عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبسۃ السلمی الشامی اور حجر بْنُ حُجْرٍ مجہول ہیں- عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبسۃ السلمی کو ابن حبان نے ثقات میں ذکر کیا ہے جیسا ان کی عادت معلوم ہے کہ مجہولین کو ثقات کہتے ہیں اگر مجہول سے کوئی ثقہ روایت کرے- ساتویں صدی ہجری سے قبل ابن حبان کے سوا کسی نے عبدالرحمٰن بن عمرو بن عبسۃ السلمی کی توثیق نہیں کی–آٹھویں صدی میں الذھبی نے اس کو پہلی بار صدوق کہا ہے -

متن منکر ہے- سورہ توبہ آیت ۹۲ میں ہے

وَلَا عَلَى الَّذِيْنَ اِذَا مَآ اَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ اَجِدُ مَآ اَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِۖ تَوَلَّوْا وَّاَعْيُنُهُمْ تَفِيْضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا اَلَّا يَجِدُوْا مَا يُنْفِقُوْنَ

اور ان لوگوں پر بھی کوئی گناہ نہیں کہ جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انہیں سواری دے تو تم نے کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمھیں اس پر سوار کر دوں، تو وہ لوٹ گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا۔

تفسیری روایات میں موجود ہے کہ یہ آیت بنو مُقَرِّنٍ، من مزینة کے بارے میں ہے

الْعِرْبَاضُ بْنُ سَارِيَةَ رضی اللہ عنہ کا تعلق بنی مقرن سے معلوم نہیں ہے۔

سنن ابن ماجہ میں دوسرا طرق ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَدَ بْنِ بَشِيرِ بْنِ ذَكْوَانَ الدِّمَشْقِيُّ حَدَّثَنَا الْوَلِيدُ بْنُ مُسْلِمٍ قَالَ: حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ الْعَلَاءِ يَعْنِي ابْنَ زَبْرٍ قَالَ: حَدَّثَنِي يَحْيَى بْنُ أَبِي الْمُطَاعِ، قَالَ: سَمِعْتُ الْعِرْبَاضَ بْنَ سَارِيَةَ، يَقُولُ: قَامَ فِينَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ذَاتَ يَوْمٍ، فَوَعَظَنَا مَوْعِظَةً بَلِيغَةً، وَجِلَتْ مِنْهَا الْقُلُوبُ، وَذَرَفَتْ مِنْهَا الْعُيُونُ، فَقِيلَ يَا رَسُولَ اللَّهِ: وَعَظْتَنَا مَوْعِظَةَ مُوَدِّعٍ، فَاعْهَدْ إِلَيْنَا بِعَهْدٍ، فَقَالَ: «عَلَيْكُمْ بِتَقْوَى اللَّهِ، وَالسَّمْعِ وَالطَّاعَةِ، وَإِنْ عَبْدًا حَبَشِيًّا، وَسَتَرَوْنَ مِنْ بَعْدِي اخْتِلَافًا شَدِيدًا، فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي، وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ الْمَهْدِيِّينَ، عَضُّوا عَلَيْهَا بِالنَّوَاجِذِ، وَإِيَّاكُمْ وَالْأُمُورَ الْمُحْدَثَاتِ، فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ»

امام احمد بن حنبل کے استاد امام دحیم کہتے ہیں

يحيى بن أبى المطاع كي العرباص سے روایت مرسل ہے ( تاريخ أبي زرعة الدمشقي)

قال أبو زرعة: فَقُلْتُ لِعَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ تَعَجُّبًا لِقُرْبِ يَحْيَى بْنِ أَبِي الْمُطَاعِ، وَمَا يُحَدِّثُ عَنْهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ زَبْرٍ أَنَّهُ سَمِعَ مِنَ الْعِرْبَاضِ، فَقَالَ: أَنَا مَنْ أَنْكَرِ النَّاسِ لِهَذَا، وَقَدْ سَمِعْتُ مَا قَالَ الْوَلِيدُ بْنُ سُلَيْمَانَ.

لہذا یہ سند منقطع ہے

ابن القطان کا قول ہے کہ راوی يحيى بن أبي المطاع صرف اسی روایت سے جانا جاتا ہے

قال ابن القطان: يحيى بن أبي المطاع، لا يعرف بغير الحديث الذي اختاره البزار عن العرباض في الموعظة

التَّكْميل في الجَرْح والتَّعْدِيل ومَعْرِفة الثِّقَات والضُّعفاء والمجَاهِيل از ابن كثير میں ہے

قد استبعد دحيم سماعه من العرباض بن سارية

دحیم نے اس کا سماع العرباض بن ساریۃ سے مشکل قرار دیا ہے

اسی طرح وَمَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ; فَهُوَ مِنْهُمْ جس نے کسی قوم کی مشابہت لی وہ انہی میں سے ہے

یہ روایت صحیح بخاری و مسلم میں نہیں اور اس کی ایک بھی سند صحیح نہیں ہے

شعیب الأرناؤوط : إسناده ضعيف. کہتے ہیں

امام احمد کے استاد امام دحیم کہتے ہیں ہذا الحدیث لیس بشیء یہ حدیث کوئی چیز نہیں

اس میں محدثین عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ ثَابِتِ بْنِ ثَوْبَانَ پر جرح کرتے ہیں

اس کی ایک منفرد سند مسند البزار میں ہے جس میں علی بن غراب ہے جو ضعیف ہے اس کے علاوہ ہشام بن حسان بصری ہے جو ضعیف ہے اور ابن سیرین سے روایت کرتا ہے

لہذا اس روایت کی ایک بھی سند مناسب نہیں

شیعہ کتاب الکافی میں بھی بدعت پر روایت ہے

وكل ضلالة بدعة وكل بدعة في النار     الکافی از کلینی

كل بدعة ضلالة، وكل ضلالة في النار     الکافی از کلینی

اس متن میں الفاظ کی تبدیلی قابل غور ہے -ایک بار کہا گیا ہر بدعت گمراہی ہے اور دوسری بار کہا گیا ہر گمراہی بدعت ہے—دونوں جملوں میں کافی فرق ہے

# قرآن سے الگ نیا حکم کرنا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنِ الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ ، عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا، قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ فِيهِ فَهُوَ رَدٌّ". رَوَاهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ جَعْفَرٍ الْمَخْرَمِيُّ، وَعَبْدُ الْوَاحِدِ بْنُ أَبِي عَوْنٍ ، عَنْ سَعْدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ .

ہم سے یعقوب نے بیان کیا، انہوں نے کہا ہم سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے ان کے باپ نے بیان کیا، ان سے قاسم بن محمد نے اور ان سے عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے ہمارے کاموں میں از خود کوئی نیا کام کیا جو اس میں نہیں تھا تو وہ رد ہے۔ اس کی روایت عبداللہ بن جعفر مخرمی اور عبدالواحد بن ابی عون نے سعد بن ابراہیم سے کی ہے۔

ایسا کام کرنا جو دین میں معلوم نہ ہو وہ امت محمد میں رد ہو جاتا ہے - البتہ ایسا کام جو رسول اللہ نے کیا ہو اس میں اضافہ یا ترتیب بدلنا قابل رد نہیں ہے - اس پر اجماع صحابہ ہے کہ قرن اول میں جو کام خلفاء صحابہ نے کیا یعنی ابو بکر سے معاویہ رضی اللہ عنہما تک ، وہ تمام صحیح تھے - اگر یہ کام غلط ہوتے تو اس کو روکنا ثواب بن جاتا اور اسی پر جدل ہوتا -

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ خَالِدِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ، قَالَ: حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ رَجُلًا أَوْصَى بِوَصَايَا أَبَرَّهَا فِي مَالِهِ، فَذَهَبْتُ إِلَى الْقَاسِمِ بْنِ مُحَمَّدٍ أَسْتَشِيرُهُ، فَقَالَ الْقَاسِمُ: [ص:208] سَمِعْتُ عَائِشَةَ، تَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هَذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ، فَهُوَ رَدٌّ».

ابراہیم بن سعد نے اپنے باپ سے روایت کیا کہ ایک شخص نے مال سے متعلق وصیت کی .. پھر وہ قاسم بن محمد رحمہ اللہ علیہ کے پاس مشورہ کرنے گیا تو انہوں نے فرمایا کہ

ام المومنین رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ جس نے اس دین میں نیا حکم کیا تو وہ قابل رد ہے

یہاں قصہ معلوم ہوا کہ قرآن میں معلوم احکام کو ہٹا کر نیا حکم جاری کرنا قابل رد ہے

صحیح بخاری ۵۴۵۸ میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کی تعریف اس طرح بھی کرتے تھے

حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ، عَنْ ثَوْرٍ، عَنْ خَالِدِ بْنِ مَعْدَانَ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، أَنّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَ إِذَا رَفَعَ مَائِدَتَهُ، قَالَ: "الْحَمْدُ لِلَّهِ كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ غَيْرَ مَكْفِيٍّ وَلَا مُوَدَّعٍ وَلَا مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا".

ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا، کہا ہم سے سفیان نے بیان کیا، ان سے ثور نے، ان سے خالد بن معدان نے اور ان سے ابوامامہ رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے سے جب کھانا اٹھایا جاتا تو آپ یہ دعا پڑھتے «الحمد لله كثيرا طيبا مباركا فيه، غير مكفي، ولا مودع ولا مستغنى عنه، ربنا» تمام تعریفیں اللہ کے لیے، بہت زیادہ پاکیزہ برکت والی، ہم اس کھانے کا حق پوری طرح ادا نہ کر سکے اور یہ ہمیشہ کے لیے رخصت نہیں کیا گیا ہے (اور یہ اس لیے کہا تاکہ) اس سے ہم کو بے پرواہی کا خیال نہ ہو، اے ہمارے رب

صحیح بخاری ۷۹۹ میں ہے کہ ایک صحابی نے ان میں سے چند الفاظ نماز میں بول دیے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مَسْلَمَةَ ، عَنْ مَالِكٍ ، عَنْ نُعَيْمِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ الْمُجْمِرِ ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَحْيَى بْنِ خَلَّادٍ الزُّرَقِيِّ ، عَنْأَبِيهِ ، عَنْ رِفَاعَةَ بْنِ رَافِعٍ الزُّرَقِيِّ ، قَالَ: "كُنَّا يَوْمًا نُصَلِّي وَرَاءَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا رَفَعَ رَأْسَهُ مِنَ الرَّكْعَةِ، قَالَ: سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ، قَالَ رَجُلٌ وَرَاءَهُ: رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا مُبَارَكًا فِيهِ، فَلَمَّا انْصَرَفَ، قَالَ: مَنِ الْمُتَكَلِّمُ ؟ قَالَ: أَنَا، قَالَ: رَأَيْتُ بِضْعَةً وَثَلَاثِينَ مَلَكًا يَبْتَدِرُونَهَا أَيُّهُمْ يَكْتُبُهَا أَوَّلُ".

ہم سے عبداللہ بن مسلمہ قعنبی نے بیان کیا امام مالک رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے نعیم بن عبداللہ مجمر سے، انہوں نے علی بن یحییٰ بن خلاد زرقی سے، انہوں نے اپنے باپ سے، انہوں نے رفاعہ بن رافع زرقی سے، انہوں نے کہا

کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے تھے۔جب آپ رکوع سے سر اٹھاتے تو « سمع اللہ لمن حمدہ» کہتے۔ایک شخص نے پیچھے سے کہا «ربنا ولك الحمد، حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه» آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر دریافت فرمایا کہ کس نے یہ کلمات کہے ہیں،اس شخص نے جواب دیا کہ میں نے۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تیس سے زیادہ فرشتوں کو دیکھا کہ ان کلمات کو لکھنے میں وہ ایک دوسرے پر سبقت لے جانا چاہتے تھے

اللہ تعالی کی تعریف ربنا ولك الحمد، حمدا كثيرا طيبا مباركا فيه کے الفاظ ان صحابی کو زبان نبوت سے ملے تھے – صحابی نے محض اس کا اضافہ نماز کیا اور اس کو اللہ تعالی نے پسند فرمایا – آج ہمارے لئے دلیل بنا کر ان الفاظ کو نماز میں بھی پڑھ سکتے ہیں- اگر ان الفاظ کو نماز میں ادا کرنا پہلے سے اصحاب رسول کو معلوم ہوتا تو کئی لوگ اس کو ادا کرتے - حدیث کا متن ظاہر کرتا ہے کہ رسول اللہ متعجب ہوئے اور پوچھا کہ من متکلم کون ہے وہ جس نے یہ کہا؟ اس سے معلوم ہوا کہ یہ پہلی بار کہا گیا تھا

اسی طرح واقعہ ہے کہ ایک سفر میں صحابہ نے ایک مشرک قبیلہ کے پاس پڑاو کیا – قبیلہ کا مشرک سردار کو بچھو نے ڈس لیا – صحابی نے بدعت کی کہ سورہ الفاتحہ سے دم کیا اور اللہ نے یہ بدعت قبول کی ، سردار اچھا ہو گیا- دم کا حکم سنت سے پہلے سے معلوم ہے البتہ سورہ الفاتحہ سے دم کیا جانا سنت سے معلوم نہ تھا- مدینہ پہنچنے پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم میں آیا تو آپ نے کہا تم کو کیسے معلوم یہ دم ہے؟ یعنی سورہ الفاتحہ کو دم قرار دینا سنت سے معلوم نہ تھا نہ اس کی تعلیم کی گئی تھی – دم میں صرف سورہ الفلق والناس پڑھی جاتی تھیں- لیکن یہ واقعہ خاص ہو گیا- دم الفاتحہ کو اللہ تعالی نے اس دن قبول کر لیا، مشرک سردار شفاء یاب ہوا –

نیا کام یا محدثات الامور سے مراد بالکل نئی ایجادات ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سرے سے ہی نہ کی ہوں-

حلیۃ الأولیاء وطبقات الأصفیاء از ابو نعیم الأصبہانی (المتوفی: 430ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو بَكْرٍ الآجُرّيُ، ثنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ مُحَمَّدٍ العَطَشِيُّ، ثنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْجُنَيْدِ، ثنَا حَرْمَلَةُ بْنُ يَحْيَى، قَالَ: سَمِعْتُ مُحَمَّدَ بْنَ إِدْرِيسَ الشَّافِعِيَّ، يَقُولُ: " الْبِدْعَةُ بِدْعَتَانِ بِدْعَةٌ مَحْمُودَةٌ، وَبِدْعَةٌ مَذْمُومَةٌ. فَمَا وَافَقَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَحْمُودٌ، وَمَا خَالَفَ السُّنَّةَ فَهُوَ مَذْمُومٌ، وَاحْتَجَّ بِقَوْلِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ فِي قِيَامِ رَمَضَانَ: نِعْمَتِ الْبِدْعَةُ هِيَ "

امام شافعی نے کہا بدعات دو طرح کی ہیں – ایک قابل تعریف ہے اور ایک قابل مذمت ہے – جو سنت سے موافقت رکھے وہ محمود ہے اور جو موافقت نہ رکھے مذموم ہے اور شافعی نے دلیل لی جو رمضان کے حوالے سے عمر رضی اللہ عنہ نے کیا

# بدعتی پر لعنت ہے

سنن ابو داود میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ، وَمُسَدَّدٌ، قَالَا: حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيدٍ، أَخْبَرَنَا سَعِيدُ بْنُ أَبِي عَرُوبَةَ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ الْحَسَنِ، عَنْ قَيْسِ بْنِ عُبَادٍ، قَالَ: انْطَلَقْتُ أَنَا وَالْأَشْتَرُ إِلَى عَلِيٍّ عَلَيْهِ السَّلَام، فَقُلْنَا: هَلْ عَهِدَ إِلَيْكَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَيْئًا لَمْ يَعْهَدْهُ إِلَى النَّاسِ عَامَّةً؟ قَالَ: لَا إِلَّا مَا فِي كِتَابِي هَذَا، قَالَ مُسَدَّدٌ: قَالَ: فَأَخْرَجَ كِتَابًا، وَقَالَ أَحْمَدُ: كِتَابًا مِنْ قِرَابِ سَيْفِهِ، فَإِذَا فِيهِ: "الْمُؤْمِنُونَ تَكَافَأُ دِمَاؤُهُمْ وَهُمْ يَدٌ عَلَى مَنْ سِوَاهُمْ وَيَسْعَى بِذِمَّتِهِمْ أَدْنَاهُمْ أَلَا لَا يُقْتَلُ مُؤْمِنٌ بِكَافِرٍ وَلَا ذُو عَهْدٍ فِي عَهْدِهِ، مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا فَعَلَى نَفْسِهِ وَمَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ"، قَالَ مُسَدَّدٌ: عَنْ ابْنِ أَبِي عَرُوبَةَ، فَأَخْرَجَ كِتَابًا.

قیس بن عباد سے کہتے ہیں کہ میں اور اشتر دونوں علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور ہم نے کہا: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کوئی خاص بات بتائی ہے جو عام لوگوں کو نہ بتائی ہو؟ وہ بولے: نہیں، سوائے اس چیز کے جو میری اس کتاب میں ہے۔ مسدد کہتے ہیں: پھر انہوں نے ایک کتاب نکالی، احمد کے الفاظ یوں ہیں اپنی تلوار کے غلاف سے ایک کتاب (نکالی) اس میں یہ لکھا تھا: سب مسلمانوں کا خون برابر ہے اور وہ غیروں کے مقابل (باہمی نصرت و معاونت میں) گویا ایک ہاتھ ہیں، اور ان میں کا ایک ادنی بھی ان کے امان کا پاس و لحاظ رکھے گا، آگاہ رہو! کہ کوئی مومن کسی کافر کے بدلے قتل نہیں کیا جائے گا، اور نہ ہی کوئی ذمی معاہد جب تک وہ معاہد ہے قتل کیا جائے گا، اور جو شخص کوئی نئی بات نکالے گا تو اس کی ذمے داری اسی کے اوپر ہو گی، اور جو نئی بات نکالے گا، یا نئی بات نکالنے والے کسی شخص (بدعتی) کو پناہ دے گا تو اس پر اللہ کی فرشتوں کی اور تمام لوگوں کی لعنت ہے۔ مسدد کہتے ہیں: ابن ابی عروبہ سے منقول ہے کہ انہوں نے ایک کتاب نکالی۔

امام البزار کہتے ہیں

وَهَذَا الْإِسْنَادُ أَحْسَنُ إِسْنَادًا يُرْوَى فِي ذَلِكَ وَأَصَحُّهُ

یہ اسناد اچھی ہیں اور ان کو صحیح قرار دیا گیا ہے

# مسجد الحرام کے اندر کی جانے والی بدعات

## دوران طواف کعبہ کو پکڑنا

مصنف ابن ابی شیبہ ح 35826 میں ہے

حَدَّثَنَا الْفَضْلُ، حَدَّثَنَا رَبَاحُ بْنُ أَبِي مَعْرُوفٍ عَنْ عَطَاءٍ قَالَ: طَافَ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ مَعَ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ حَتَّى إِذَا كَانَ فِي الطَّوَافِ السَّابِعِ إِلَى الْبَيْتِ يَلْتَزِمُهُ فَأَخَذَ الْحَارِثُ بِيَدِهِ، فَالْتَفَتَ إِلَيْهِ فَقَالَ عَبْدُ الْمَلِكِ: يَا حَارِثُ قَالَ: يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ " تَدْرِي مَنْ أَوَّلُ مَنْ فَعَلَ هَذَا؟ قَالَ: عَجُوزٌ مِنْ عَجَائِزِ قَوْمِكَ قَالَ فَكَفَّ وَلَمْ تَلْتَزِمْ

عَطَاءٍ بن ابی رباح نے کہا الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَبِيعَةَ نے عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ کے ساتھ طواف کعبہ کیا جب وہ ساتویں چکر کو لگا رہے تھے تو عبد الملک نے ملتزم کو پکڑا ، عبد اللہ نے ان کا ہاتھ پکڑا اور اپنے جانب کیا - عبد الملک نے کہا : حارث (کیا ہوا )؟ کہا اے امیر المومنین آپ کو معلوم ہے کہ جس نے ایسا سب سے پہلے کیا ؟ آپ کی قوم کی ایک بوڑھی عورت نے ایسا کیا تھا – پس عبد الملک رک گئے اور کعبہ کو نہیں پکڑا

مصنف عبد الرزاق ح 9038 میں ہے

عَبْدُ الرَّزَّاقِ عَنِ ابْنِ جُرَيْجٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَطَاءٌ، عَنْ عَبْدِ الْمَلِكِ بْنِ مَرْوَانَ، أَنَّهُ تَعَوَّذَ بِالْبَيْتِ، فَقَالَ لَهُ الْحَارِثُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ: «أَتَدْرِي يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ، مَنْ أَوَّلُ مَنْ صَنَعَ هَذَا؟» قَالَ: لَا قَالَ: «عَجَائِزُ قَوْمِكَ، عَجَائِزُ قُرَيْشٍ» قَالَ: فَحَسِبْتُ عَبْدَ الْمَلِكِ تَرَكَ ذَلِكَ بَعْدُ

عَطَاءٍ بن ابی رباح نے عبد الملک سے روایت کیا کہ وہ بیت اللہ کے پاس پناہ مانگ رہے تھے -

الْحَارِثِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ نے ان سے کہا کیا آپ کو معلوم ہے امیر المومنین کس نے اس کو سب سے پہلے جاری کیا ؟ آپ کی قوم قریش کی ایک بڈھی نے اس کو کیا تھا – پس عبد الملک نے اس کام کو چھوڑ دیا

یہ اسناد صحیح ہیں

# نماز کے بعد حجر اسود کو چھونا

اخبار مکہ الفاکھی میں ہے

حَدَّثَنِي حُسَيْنُ بْنُ حَسَنٍ قَالَ: أنا عَبْدُ الْوَهَّابِ قَالَ: ثنا هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ، عَنْ عُبَيْدِ بْنِ سُفْيَانَ، عَنْ عَطَاءٍ، عَنْ عَبْدِ اللهِ بْنِ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا أَنَّهُ فَعَلَ ذَلِكَ. قَالَ عَطَاءٌ: " صَلَّى بِنَا ابْنُ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا الْمَغْرِبَ فَسَلَّمَ فِي الرَّكْعَتَيْنِ ثُمَّ نَهَضَ إِلَى الْحَجَرِ لِيَسْتَلِمَهُ "

عَطَاءٌ نے بیان کیا کہ ابن زبیر رضی اللہ عنہ جب مغرب پڑھ لیتے تو اٹھ کر حجر اسود تک آتے کہ اس کو چھو لیں

فاکھی باب قائم کرتے ہیں

ذِكْرُ أَوَّلِ مَنِ اسْتَلَمَ الرُّكْنَ مِنَ الْأَئِمَّةِ بَعْدَ الصَّلَاةِ وَيُقَالُ: إِنَّ عَبْدَ اللهِ بْنَ الزُّبَيْرِ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا هُوَ أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ اسْتِلَامَ الرُّكْنِ بَعْدَ الصَّلَاةِ مِنَ الْأَئِمَّةِ

باب اس ذکر کا کہ اماموں میں سب سے پہلے نماز کے بعد الرکن کو استلام ابن زبیر نے کیا انہوں نے اس بدعت کو نکالا

سند میں هِشَامُ بْنُ حَسَّانَ مدلس ہے

إخبارمکۃ فی قدیم الدہر وحدیثہ از الفاکہی (المتوفی: 272ھ) میں ہے

وَقَالَ بَعْضُ أَهْلِ مَكَّةَ: إِنَّ خَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيَّ أَوَّلُ مَنِ اسْتَصْبَحَ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِي خِلَافَةِ سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ فِي الْحَجِّ وَفِي رَجَبَ قَالَ: وَأَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ بِهَذِهِ النَّفَّاطَاتِ الَّتِي بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ أَمِيرُ الْمُؤْمِنِينَ الْمُعْتَصِمُ بِاللهِ

بعض اہل مکہ کہتے ہیں کہ خَالِدَ بْنَ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيَّ وہ پہلا ہے جس نے سُلَيْمَانَ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ کے دور میں حج میں اور رجب میں سب سے پہلے الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ کے درمیان دیے روشن کیے

# غلاف کعبہ پر آیات و حکمرانوں کے نام درج کرنا

کعبہ کو یمن کی چادروں سے ڈھکا جاتا تھا اس کے بعد عبد الملک بن مروان کے دور میں دیباج سے غلاف تیار کیا گیا اور بنی امیہ کے دور میں یہ دیباج کا ہی ہوتا تھا – خلیفہ المہدی نے سب سے پہلے غلاف کعبہ پر ابو بکر رضی اللہ عنہ کا نام لکھوایا

وَقَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ شُعَيْبٍ الْحَجَبِيُّ: إِنَّ الْمَهْدِيَّ لَمَّا جَرَّدَ الْكَعْبَةَ كَانَ فِيمَا نُزِعَ عَنْهَا كِسْوَةٌ من ديباج، مكتوب عليها لعبد الله أَبِي بَكْرٍ أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (السير “3/ 374

بنو عبّاس کے خلیفہ المہدی نے کعبہ کا غلاف دیباج کا بنوایا جس پر ... لکھا ہوا تھا عبد اللہ ابی بکر امیر المومنین کے لئے

کتاب تاریخ الإسلام ووفيات المشاهير والأعلام از الذہبی ج ١٦ ص ٣ کے مطابق

وفيها حجّ حنبل بن إسحاق، فيما حَدَّث أبو بكر الخلّال، عن عصمة بن عصام، عنه، قال: رأيت كِسْوَة البيت الدِّيباج وهي تخفُق في صحن المسجد، وقد كُتِب في الدّارات: {لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ} [الشورى: 11] . فلمّا قدِمت أخبرت أحمدَ بنَ حنبل، فقال: قاتَلَه الله، الخبيثَ عمد إلى كتاب الله فغيَّره، يعني ابن أبي دؤاد، فإنّه أمر بذلك

حنبل بن اسحاق کہتے ہیں انہوں نے عباسیوں کے دور میں کعبہ کا غلاف دیکھا جس پر سورہ الشوری کی آیت لکھی تھی لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ اس کی خبر امام احمد کو دی تو انہوں نے کہا اللہ کی مار ہو ان پر خبیث نے جان بوجھ کر کتاب اللہ کو بدلا یعنی ابن ابی داود نے جس نے اس کا حکم دیا

سیر الاعلام النبلا میں اسی حوالے کا ذکر ہے کہ سن ۲۲۱ میں

وحج فيها حنبل ، فقال : رأيت كسوة الكعبة ، وقد كتب فيها في الدارات : ليس كمثله شيء وهو اللطيف الخبير ، فحدثت به أبا عبد الله ، فقال : قاتل الله الخبيث ، عمد إلى كلام الله ، فغيره عنى ابن أبي داود .

اس کے مطابق ابن ابی داود نے آیت میں تحریف کی اور سمیع بصیر کے الفاظ ہٹا دے - بحر الحال غلاف کعبہ پر آیات اللہ لکھنے کا اور خلفاء کے نام لکھنے کا آغاز عباسی دور میں ہوا- امام اسحاق بن راہویہ سے إسحاق بن منصور المروزی نے سوال کیا کہ

قلت: يكره أن يزين المصحف بالذهب أو يُعَشّر؟

میں نے پوچھا کیا آپ کراہت کرتے ہیں کہ مصحف کو سونے سے مزین کیا جائے

قال إسحاق: كل ذلك مكروه. لأنه محدث

اسحاق نے کہا یہ سب مکروہ ہے اور بے شک بدعت ہے

ایک طرف تو یہ احتیاط اور دوسری طرف حکمرانوں کا عمل ہے کہ پورے غلاف پر آیات اللہ لکھی جاتی ہیں اور وہ بھی سونے کے تاروں سے- کعبہ کے لکڑی کے سادہ دروازے کو سونے سے بدل دیا گیا ہے جو ایک بدعت ہے اور اسراف ہے—اس کے گرد امت کے غریب لوگ طواف کرتے ہیں کیا افراط و تفریط ہے

کعبہ کے سونے کے دروازے کا تعظیم سے تعلق نہیں اگر ایسا ہوتا تو نبی علیہ السلام نے ایسا کیا ہوتا لیکن حدیث میں اتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھانے کے فورا بعد لوگوں کو پھلانگتے ہوئے واپس حجرے میں گئے پھر تھوڑی دیر

بعد واپس آئے صحابہ نے پوچھا اے رسول اللہ اس کی کیا وجہ تھی آپ نے فرمایا کہ میرے پاس سونے کی ایک ڈلی تھی جس کو میں صدقہ کرنا بھول گیا تھا لہٰذا میں نے وہ جا کر صدقہ کی

# حرم مدینہ کے اندر کی جانے والی بدعات

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا أَبُو النُّعْمَانِ ، حَدَّثَنَا ثَابِتُ بْنُ يَزِيدَ ، حَدَّثَنَا عَاصِمٌ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الْأَحْوَلُ ، عَنْ أَنَسٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "الْمَدِينَةُ حَرَمٌ مِنْ كَذَا إِلَى كَذَا، لَا يُقْطَعُ شَجَرُهَا، وَلَا يُحْدَثُ فِيهَا حَدَثٌ مَنْ أَحْدَثَ حَدَثًا، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ".

ہم سے ابوالنعمان نے بیان کیا، ان سے ثابت بن یزید نے بیان کیا، ان سے ابوعبدالرحمٰن احول عاصم نے بیان کیا، اور ان سے انس رضی اللہ عنہ نے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ حرم ہے فلاں جگہ سے فلاں جگہ تک (یعنی جبل عیر سے ثور تک) اس حد میں کوئی درخت نہ کاٹا جائے نہ کوئی بدعت کی جائے اور جس نے بھی یہاں کوئی بدعت نکالی اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ ، حَدَّثَنَا سُفْيَانُ ، عَنِ الْأَعْمَشِ ، عَنْ إِبْرَاهِيمَ التَّيْمِيِّ ، عَنْ أَبِيهِ ، عَنْعَلِيٍّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: "مَا عِنْدَنَا شَيْءٌ إِلَّا كِتَابُ اللَّهِ، وَهَذِهِ الصَّحِيفَةُ، عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْمَدِينَةُ، حَرَمٌ مَا بَيْنَ عَائِرٍ إِلَى كَذَا مَنْ أَحْدَثَ فِيهَا حَدَثًا، أَوْ آوَى مُحْدِثًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ، وَقَالَ: "ذِمَّةُ الْمُسْلِمِينَ وَاحِدَةٌ فَمَنْ أَخْفَرَ مُسْلِمًا فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ، وَلَا عَدْلٌ، وَمَنْ تَوَلَّى قَوْمًا بِغَيْرِ إِذْنِ مَوَالِيهِ، فَعَلَيْهِ لَعْنَةُ اللَّهِ، وَالْمَلَائِكَةِ، وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، لَا يُقْبَلُ مِنْهُ صَرْفٌ وَلَا عَدْلٌ"، قَالَ أَبُو عَبْد اللَّهِ: عَدْلٌ فِدَاءٌ.

ہم سے محمد بن بشار نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے عبدالرحمٰن بن مہدی نے بیان کیا، ان سے سفیان ثوری نے، ان سے اعمش نے، ان سے ان کے والد یزید بن شریک نے اور ان سے علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میرے پاس کتاب اللہ اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اس صحیفہ کے سوا جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے ہے اور کوئی چیز (شرعی احکام سے متعلق) لکھی ہوئی صورت میں نہیں ہے۔ اس صحیفہ میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مدینہ عائر پہاڑی سے لے کر فلاں مقام تک حرم ہے، جس نے اس حد میں کوئی بدعت نکالی یا کسی بدعتی کو پناہ دی تو اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمام مسلمانوں میں سے کسی کا بھی عہد کافی ہے اس لیے اگر کسی مسلمان کی (دی ہوئی امان میں دوسرے مسلمان نے) بدعہدی کی تو اس پر اللہ تعالیٰ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے۔ نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل، اور جو کوئی اپنے مالک کو چھوڑ کر اس کی اجازت کے بغیر کسی دوسرے کو مالک بنائے، اس پر اللہ اور تمام ملائکہ اور انسانوں کی لعنت ہے، نہ اس کی کوئی فرض عبادت مقبول ہے نہ نفل۔

# قبر النبی پر گنبد کی تعمیر

وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى از علي بن عبد اللّٰه بن أحمد الحسني الشافعي، نور الدين أبو الحسن السمهودي (المتوفى: 911هـ) میں ہے

القبة الزرقاء

أما القبة المذكورة فاعلم أنه لم يكن قبل حريق المسجد الشريف الأول وما بعده على الحجرة الشريفة قبة، بل كان حول ما يوازي حجرة النبي صلّى اللّه عليه وسلّم في سطح المسجد حظير مقدار نصف قامة مبنيا بالآجر تمييزا للحجرة الشريفة عن بقية سطح المسجد، كما ذكره ابن النجار وغيره، واتمر ذلك إلى سنة ثمان وسبعين وستمائة في أيام الملك المنصور قلاوون الصالحى، فعملت تلك القبة، وهي مربعة من أسفلها مثمنة من أعلاها بأخشاب أقيمت على رؤوس السواري، وسمر عليها ألواح من خشب، ومن فوقها ألواح الرصاص، وفيها طاقة إذا أبصر الشخص منها رأى سقف المسجد الأسفل الذي فيه الطابق، وعليه المشمع المتقدم ذكره، وحول هذه القبة على سقف المسجد ألواح رصاص مفروشة فيما قرب منها، ويحيط به وبالقبة درابزين من الخشب جعل مكان الحظير الآجر، وتحته أيضا بين السقفين شباك خشب يحكيه محيط بالسقف الذي فيه الطابق، وعليه المشمع المتقدم ذكره، ولم أر في كلام مؤرخي المدينة تعرض لمن تولى عمل هذه القبة.

ورأيت في «الطالع السعيد الجامع أسماء الفضلاء والرواة بأعلى الصعيد» في ترجمة الكمال أحمد بن البرهان عبد القوي الربعي ناظر قوص أنه بنى على الضريح النبوي هذه القبة المذكورة، قال: وقصد خيرا وتحصيل ثواب، وقال بعضهم: أساء الأدب بعلو النجارين ودق الحطب، قال: وفي تلك السنة وقع بينه وبين بعض الولاة كلام، فوصل مرسوم بضرب الكمال، فضرب، فكان من يقول إنه أساء الأدب [يقول:] إن هذا مجازاة له، وصادره الأمير علم الدين الشجاعي، وخرب داره، وأخذ رخامها وخزائنها، ويقال: إنهم بالمدرسة المنصورية اه.

قبہ الزرقاء نیلا گنبد – جہاں تک اس گنبد کا تعلق ہے تو جان لو کہ مسجد شریف میں آگ لگنے سے پہلے یہ نہ تھا اور اس کے بعد بھی حجرہ شریفہ پر کوئی گنبد نہ تھا ، بلکہ حجرہ النبی کو باقی مسجد سے علیحدہ کرنے کے لئے ادھے قد کی مقدار ایک منڈھیر بنی

ہوئی تھی سطح مسجد پر جیسا ابن النجار اور دیگر نے ذکر کیا ہے اور یہ منڈھیر الملك المنصور قلاوون الصالحی کے ایام سن ٦٧٨ ھ تک باقی رہی -پس الملك المنصور قلاوون الصالحی نے اس گنبد کو بنایا اور یہ نیچے سے چوکور تھا اوپر سے آٹھ پرتوں میں تھا، اصلا لکڑی کا تھا اور اس پر لیڈ کی دھات کی پرتین لگی ہوئی تھیں اور اس میں (کھڑکی یا ) طاق تھا اس میں سے کوئی جھانکتا تو نیچے مسجد کی چھت پر نظر پڑتی اور اس گنبد کے گرد مسجد کی چھت پر بھی لیڈ کی پرت تھی اور یہ پرتین اس پر پھیلی ہوئی تھی

اور گنبد کے گرد اس مقام پر جہاں مٹی کی انٹین تھیں، لکڑی کا ہتھا (ہنڈریل) بھی تھا اور ان سب کے نیچے دو چھتوں کے درمیان (یعنی مسجد النبی کی چھت اور حجرہ مطہرہ کی چھت) ایک کھڑکی ہے لکڑی کی ... اور مجھ کو مدینہ کے کسی مورخ کے کلام میں نہیں ملا کہ اس نے متولیوں کے تعمیر کردہ اس گنبد پر کسی اور کے تعرض کا ذکر کیا ہو – میں نے الطالع السعيد الجامع أسماء الفضلاء والرواة بأعلى الصعيد میں الكمال أحمد بن البرهان عبد القوي الربعي ناظر قوص کے ترجمہ میں دیکھا کہ اس نے الضريح (یعنی حجرہ کے گرد جالی ) پر اس قبہ کو بنایا اور کہا کہ یہ بھلائی کا قصد و ارادہ ہے اور ثواب حاصل کرنا ہے – اس پر بعض نے کہا اس تعمیر میں بے ادبی ہے کہ بڑھئی کا کام کرنے والوں کو حجرہ سے اوپر کیا جائے اور ان کے ہتھوڑے کی آواز بے ادبی ہے -کہا اسی سال الكمال أحمد بن البرهان اور لوگوں کا اس پر کلام (بحث و مباحثہ) ہوا اور پھر (مملوک امراء کی طرف سے ) حکم ملا کہ الكمال أحمد بن البرهان عبد القوي کو کوڑے لگائے جائیں – الكمال أحمد بن البرهان عبد القوي کو کوڑے لگے- پس اس پر بعض کہتے

يه اس بے ادبی کی وجه سے سب ہوا یا کہتے یه اس کے عمل کی جزا ہے اور یه حکم الأمیر علم الدین الشجاعي نے صادر کیا اور انہوں نے الکمال أحمد بن البرهان عبد القوي کا گھر برباد کیا اور گھر پر لگے سنگ مرمر کو اکھاڑ دیا اور اس کے خزانے کو لیا اور کہتے ہیں اب یه سب مدرسه المنصوریه میں ہے

لوگوں نے اعتراض کیا کہ اس قبہ کی تعمیر سے مسجد النبی میں شور ہو گا اور بڑھئی حجرہ کے اوپر چلے جائیں گے یہ بے ادبی ہے، لیکن الکمال احمد نے نہیں سنا اور پھر بھی تعمیر کی۔ بعد میں عوامی بحث کو ختم کرنے مملوک حاکم نے اس امیر کو معزول کر دیا اور سزا الگ دی جبکہ یہ سارا عمل ان کے علم میں تھا اور انہوں نے ہونے دیا۔ افسوس آج لوگ اس گنبد کو سبز رنگ کرنے اس پر چڑھتے ہیں پھر کئی سال تک سال سعودی توسیعی پلان و تعمیرات کی وجہ سے مسجد النبی کی زمین لرزتی رہی ہے

فصول من تاريخ المدينة المنورة جو علي حافظ کی کتاب ہے اور شركة المدينة للطباعة والنشر نے اس کو سن ١٤١٧ ھ میں چھاپا ہے اسکے مطابق

لم تكن على الحجرة المطهرة قبة، وكان في سطح المسجد على ما يوازي الحجرة حظير من الآجر بمقدار نصف قامة تمييزاً للحجرة عن بقية سطح المسجد. والسلطان قلاوون الصالحي هو أول من أحدث على الحجرة الشريفة قبة، فقد عملها سنَة 678 هـ، مربَّعة من أسفلها، مثمنة من أعلاها بأخشاب، أقيمت على رؤوس السواري المحيطة بالحجرة، وسمَّر عليها ألواحاً من الخشب، وصفَّحها بألواح الرصاص، وجعل محل حظير الآجر حظيراً من خشب. وجددت القبة زمن الناصر حسن بن محمد قلاوون، ثم اختلت ألواح الرصاص عن موضعها،

وجددت، وأحكمت أيام الأشرف شعبان بن حسين بن محمد سنة 765 هـ، وحصل بها خلل، وأصلحت زمن السلطان قايتباي سنة 881هـ. وقد احترقت المقصورة والقبة في حريق المسجد النبوي الثاني سنة 886 هـ، وفي عهد السلطان قايتباي سنة 887هـ جددت القبة، وأسست لها دعائم عظيمة في أرض المسجد النبوي، وبنيت بالآجر بارتفا ع متناه،....بعد ما تم بناء القبة بالصورة الموضحة: تشققت من أعاليها، ولما لم يُجدِ الترميم فيها: أمر السلطان قايتباي بهدم أعاليها، وأعيدت محكمة البناء بالجبس الأبيض، فتمت محكمةً، متقنةً سنة 892 هـ. وفي سنة 1253هـ صدر أمر السلطان عبد الحميد العثماني بصبغ القبة المذكورة باللون الأخضر، وهو أول من صبغ القبة بالأخضر، ثم لم يزل يجدد صبغها بالأخضر كلما احتاجت لذلك إلى يومنا هذا. وسميت بالقبة الخضراء بعد صبغها بالأخضر، وكانت تعرف بالبيضاء، والفيحاء، والزرقاء" انتهى.

حجرہ مطہرہ پر کوئی گنبد نہ تھا، اور حجرہ مطہرہ کو باقی مسجد سے علیحدہ کرنے کے لئے سطح مسجد سے آدھے قد کی مقدار تک ایک منڈھیر بنی ہوئی تھی. اور سلطان قلاوون الصالحي وہ پہلا شخص ہے جس نے حجرہ مطہرہ پر سن 678 ھـ (بمطابق 1279ء میں آج سے ۷۳٤ سال پہلے)، میں گنبد بنایا، جو نیچے سے چکور تھا ، اوپر سے آٹھ حصوں میں تھا جو لکڑی کےتھے. ... پھر اس کی الناصر حسن بن محمد قلاوون کے زمانے میں تجدید ہوئی. .. پھر سن 765 ھـ، میں الأشرف شعبان بن حسين بن محمد کے

زمانے میں  پھر اس میں خرابی ہوئی اور السلطان قايتباي  کے دور میں سن  881ھ۔ میں اس کی اصلاح ہوئی.  پھر سن 886 ھ۔ میں اور السلطان قايتباي  کے دور میں مسجد النبی میں آگ میں گنبد جل گیا. اور سن 887ھ۔  میں اور السلطان قايتباي ہی  کے دور میں اس کو دوبارہ بنایا گیا.... سن 892 ھ میں اس کو سفید رنگ کیا گیا  ...  سن 1253ھ۔  میں  السلطان عبد الحميد العثماني نے حکم دیا اور اس کو موجودہ شکل میں سبز رنگ دیا گیا. ... اور یہ گنبد البيضاء (سفید)، الفيحاء ، والزرقاء (نیلا) کے ناموں سے بھی مشہور رہا

سعودی عرب کے مفتی عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفی: 1420ھ۔) اپنے  فتویٰ میں کہتے ہیں جو کتاب فتاوى اللجنة الدائمة – المجموعة الأولى میں چھپاہے  اور اللجنة الدائمة للبحوث العلمية والإفتاء نے چھاپا ہے

لأن بناء أولئك الناس القبة على قبره صلى الله عليه وسلم حرام يأثم فاعله

ان لوگوں کا قبر نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر گنبد بنانا حرام کام تھا اس کا گناہ اس کے بنانے والوں کے سرہے

محمد صالح المنجد کتاب القسم العربي من موقع (الإسلام، سؤال وجواب) میں کہتے ہیں کہ

وقد أنكر أهل العلم المحققين – قديماً وحديثاً – بناء تلك القبة، وتلوينها، وكل ذلك لما يعلمونه من سد الشريعة لأبواب كثيرة خشية الوقوع في الشرك.

قديم محققین اہل علم نے شرک کے دروازوں کو روکنے کے لیے اس گنبد کے بنانے کا رد کیا ہے

بيان الحكم في القبة الخضراء على قبره عليه الصلاة والسلام : نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کی قبر پر گنبد الخضراء کا حکم میں سعودی عرب کے مفتی عبد العزيز بن عبد الله بن باز (المتوفى: 1420هـ) اپنے فتویٰ جو کتاب فتاوى نور على الدرب ج ۲ ص ۳۳۲ میں چھپا ہے میں کہتے ہیں کہ

لا شك أنه غلط منه، وجهل منه، ولم يكن هذا في عهد النبي – صلى الله عليه وسلم – ولا في عهد أصحابه ولا في عهد القرون المفضلة، وإنما حدث في القرون المتأخرة التي كثر فيها الجهل، وقل فيها العلم وكثرت فيها البدع، فلا ينبغي أن يغتر بذلك

اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ غلطی ہے اور جہل ہے، اور یہ نبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے دور میں نہ تھا، نہ ہی صحابہ کے دور میں تھا ، نہ ہی قرون اولی میں تھا، اور بے شک اس کو بعد میں آنے والے زمانے میں بنایا گیا جس میں جہل کی کثرت تھی اور علم کی کمی تھی اور بدعت کی کثرت تھی پس یہ جائز نہیں کہ اس سے دھوکہ کھایا جائے

ج۲ ص ۳۳۹ مزید کہتے ہیں

وأما هذه القبة فهي موضوعة متأخرة من جهل بعض الأمراء، فإذا أزيلت فلا بأس بذلك، بل هذا حق لكن قد لا يتحمل هذا بعض الجهلة، وقد يظنون بمن أزالها بأنه يس على حق، وأنه مبغض للنبي عليه الصلاة والسلام،

اور یہ جو گنبد ہے تو یہ بعد میں انے والوں بعض امراء کے جہل کی وجہ سے بنا، اگر اس کو گرایا جائے تو کوئی برائی نہیں، بلکہ یہی حق ہے لیکن کچھ جاہل لوگ ایسا نہیں لیتے، اور گمان کرتے ہیں کہ اس کے ہٹانے کو حق نہیں سمجھتے اور اس کو النبي عليه الصلاة والسلام سے نفرت کا اظہار سمجھتے ہیں

مزید کہتے ہیں

وإنما تركت من أجل خوف القالة والفتنة

اور بےشک اس کو (جہلاء کی) بکواس اور فتنہ کے خوف سے چھوڑ دیا گیاہے

وہابی علماء کا موقف گنبد پر بدلتا رہتا ہے اب وہ اس گنبد کو بچانا چاہتے ہیں- بعض کا کہنا ہے کہ گنبد خضراء مسجد النبی کا حصہ ہے جبکہ یہ دعوی غلط ہے –گنبد خضراء قبر النبی کا گنبد ہے نہ کہ مسجد النبی کا اور قبر النبی حجرہ عائشہ میں ہے جو کبھی بھی مسجد النبی کا حصہ نہیں رہی

تاریخ سے معلوم ہے کہ مسجد النبی میں اگ لگی اور اس کی چھت جل گئی یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جن کے جسد اطہر میں فرقوں کے مطابق ہر وقت روح مطہر موجود ہوتی ہے ان کے اوپر موجود چھت جل رہی تھی لیکن انہوں نے روکا نہیں- کیا یہ ان فرقوں کے عقائد کا تضاد نہیں ! راقم کہتا ہے اس اگ کو اللہ کی جانب سے بھیجا گیا لیکن امت اس اشارہ غیبی کو نہ سمجھ سکی

وفاء الوفاء بأخبار دار المصطفى از السمهودي (المتوفى: 911هـ) میں ہے

قال المؤرخون: احترق المسجد النبوي ليلة الجمعة أول شهر رمضان من سنة أربع وخمسين وستمائة في أول الليل،

مورخ کہتے ہیں کہ مسجد النبی میں جمعہ کی رات رمضان کی پہلی رات اگ لگی سن ٦٥٤ ھ میں

قال المؤرخون: ثم دبت النار في السقف بسرعة آخذة قبله، وأعجلت الناس عن إطفائها بعد أن نزل أمير المدينة فاجتمع معه غالب أهل المدينة فلم يقدروا على قطعها، وما كان إلا أقل من القليل حتى استولى الحريق على جميع سقف المسجد الشريف واحترق جميعه حتى لم تبق خشبة واحدة.

مورخین کہتے ہیں اگ مسجد کی چھت پر پھیل گئی اور اس نے قبلہ کو بھی پکڑ لیا اور لوگوں نے اس کو بجھانے کی جلدی کی .... لیکن اس پر قادر نہ ہوئے سوائے تھوڑے کے اور تمام مسجد کی چھت اس آگ کی لپیٹ میں آ گئی — سب جل گیا حتی کہ ایک لکڑی بھی نہ بچی

غور کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے جھوٹوں نے خبر دی کہ وہ اپنے جسد کو بچانے کے لئے — بادشاہ کے خواب میں آئے لیکن اس لگنے والی آگ کی خبر اب انہوں نے کسی کو پیشگی نہ دی- یہ واقعہ سن ٥٥٧ ھ کا

ہے یہ اصلا نور الدین زنگی المتوفی ٥٦٩ ھ کا خود ساختہ خوف تھا کہ عیسائی جسد اطہر کو چرا لیں گے جبکہ جب وہ سرنگ سے وہاں پہنچتے تو تین اجسام پاتے اس میں سے کون سا نبی کا ہے اور کون سا عمر و ابو بکر کا ہے وہ معلوم نہیں کر سکتے تھے۔ نور الدین کو سیاسی محاذ پر سلطان ایوبی سے خطرہ تھا۔ نور الدین اور صلاح الدین میں اختلافات ہو گئے تھے اور ایوبی نے صلیبی جنگوں میں شرکت بھی چھوڑ دی تھی یہاں تک کہ نور الدین کی وفات کے بعد صلاح الدین نے اس کی بیوہ سے شادی کر لی اور نور الدین کے بیٹے کا صلاح الدین نے تختہ الٹ دیا

علی حافظ نے ذکر کیا کہ مسجد میں دوسری بار بھی اگ لگی

وقد احترقت المقصورة والقبة في حريق المسجد النبوي الثاني سنة 886 هـ

جس میں مقصورہ اور گنبد بھی جل گیا

مسجد النبی میں اگ ٦٥٤ اور ھ ٨٨٦ میں لگی یعنی نور الدین والے واقعہ کے سالوں بعد

پہلی آگ میں صرف چھت جلی لیکن دوسری میں گنبد تک جل گیا افسوس اس کو پھر بھی نہ سمجھا گیا اور اس پر ایک نیا گنبد بنا دیا گیا

# یروشلم سے متعلق بدعات

## یروشلم سے احرام باندھنا

سنن أبي داود ،کتاب المناسک ، باب فی المواقیت کی روایت ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ بْنُ صَالِحٍ، حَدَّثَنَا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يُحَنِّسَ، عَنْ يَحْيَى بْنِ أَبِي سُفْيَانَ الْأَخْنَسِيِّ، عَنْ جَدَّتِهِ حُكَيْمَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ صلّى الله عليه [ص:144] وسلم يَقُولُ: «مَنْ أَهَلَّ بِحَجَّةٍ، أَوْ عُمْرَةٍ مِنَ الْمَسْجِدِ الْأَقْصَى إِلَى الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ، وَمَا تَأَخَّرَ - أَوْ - وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ». - شَكَّ عَبْدُ اللَّهِ أَيَّتَهُمَا - قَالَ: قَالَ أَبُو دَاوُدَ: يَرْحَمُ اللَّهُ وَكِيعًا أَحْرَمَ مِنْ بَيْتِ الْمَقْدِسِ يَعْنِي إِلَى مَكَّةَ

ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس نے بھی مسجد اقصی سے مسجد حرام تک لیے حج یا عمرہ کی نیت سے احرام باندھا اس کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہو جائیں گے یا اس کے لیے جنت واجب ہو جائے گی۔ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ يُحَنِّسَ کو شک گزرا کہ آپؐ نے ان دونوں میں کون سے الفاظ فرمائے ہیں- ابو داود نے کہا اللہ امام وکیع پر رحم کرے جنہوں نے احرام باندھا بیت المقدس سے مکہ کی طرف

البانی اس روایت کو ضعیف کہتے ہیں- سند میں راوی حُكَيْمَة، مجھول ہے اور منذری کے مطابق اس میں اضطراب ہے

امام ابو داود نے ذکر کیا کہ امام وکیع نے اس بدعت پر عمل کر لیا تھا

# قبہ الصخرہ کا طواف کرنا

کتاب ابن تیمیة (اقتضاء الصراط المستقیم) میں اور ابن القیم (المنار المنیف) میں اور محمد بن إبراهيم بن عبد اللطیف آل الشیخ (المتوفی: 1389ھ-) اپنے فتاوى ورسائل میں بیان کرتے ہیں کہ

... عن كعب أنه قال: قرأت في " التوراة" أن الله يقول للصخرة أنت عرشي الأدنى إلخ

كذب وافتراء على الله، وقد قال عروة بن الزبير لما سمع ذلك عن كعب الأحبار عند عبد الملك بن مروان قال عروة: سبحان الله ؟

**کعب سے روایت کیا جاتا ہے کہ اس نے توریت میں سے پڑھا بے شک اللہ صخرہ کے لئے کہتا ہے تو میرا نچلا عرش ہے ... محمد بن ابراہیم نے کہا یہ جھوٹ ہے اور بے شک عروہ نے جب اس کو سنا عبد الملک سے تو کہا سبحان اللہ**

-معلوم ہوا کہ عروہ بن زبیر کو ان اقوال پر حیرت ہوئی جو دمشق میں چل رہے تھے

آٹھویں صدی میں ابن تیمیہ نے مجموع الفتاوی میں ایک فتوی میں کہا

فَهَذِهِ الْأُمُورُ الَّتِي يُشَبَّهُ بِهَا بَيْتُ الْمَقْدِسِ فِي الْوُقُوفِ وَالطَّوَافِ وَالذَّبْحِ وَالْحَلْقِ مِنْ الْبِدَعِ وَالضَّلَالَاتِ وَمَنْ فَعَلَ شَيْئًا مِنْ ذَلِكَ مُعْتَقِدًا أَنَّ هَذَا قُرْبَةٌ إلَى اللَّهِ فَإِنَّهُ يُسْتَتَابُ فَإِنْ تَابَ وَإِلَّا قُتِلَ كَمَا لَوْ صَلَّى إلَى الصَّخْرَةِ مُعْتَقِدًا أَنَّ اسْتِقْبَالَهَا فِي الصَّلَاةِ قُرْبَةٌ كَاسْتِقْبَالِ الْكَعْبَةِ

پس یہ امور جو بیت المقدس پر کعبہ کی مشابہت میں ہو رہے ہیں الوقوف، طواف، ذبح، حلق راس (سر منڈھوانا) یہ بدعات و گمراہیاں ہیں اور ان کو کرنے والا اگر یہ اعتقاد رکھ کر ان اعمال کو کرے کہ ان سے اللہ کا تقرب حاصل ہو گا تو اس کو توبہ کرائی جائے ورنہ بصورت دیگر قتل کر دیا جائے، اسی طرح (اس کو بھی قتل کر دو کہ دیکھو) اگر وہ الصخرہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھے جس طرح کعبہ کو سامنے کر کے نماز پڑھی جاتی ہے

ابن تیمیہ نے مقام پر فتوی میں پھر ذکر کیا

سفر بمقصد زیارت مسجد الحرام و مسجد الاقصی مشروع ہے کیونکہ وہاں نماز کی فضیلت ہے لیکن ان میں یہ نہیں ہے کہ جو بیت العتیق یعنی کعبہ کی خصوصیت ہے اس کو مسجد الاقصی پر لیا جائے جیسا بعض گمراہ کرتے ہیں کہ چٹان کا طواف کرتے ہیں یا حجرہ النبی کا طواف کرتے ہیں یا بیت المقدس پر ایک وقت میں سفر کرتے ہیں یا وہاں ذبح کرتے ہیں یا سر منڈھواتے ہیں یا اسی طرح کے افعال پس یہ تمام دین جاہلیت میں سے ہیں اور منکرات ہیں دین اسلام میں کہ ضروری ہے کہ اس کے کرنے والوں کا رد کیا جائے

اس اقتباس سے معلوم ہوا کہ مملوکی دور (جو صلاح الدین ایوبی کے بعد شروع ہوا)، اس میں مسجد الاقصی کی تقریبا کعبہ جیسی اہمیت ہو چکی تھی —وہ مراسم جو کعبہ کے لئے خاص ہیں وہ بھی مسجد الاقصی پر کیے جا رہے تھے

راقم کے علم میں آیا ہے حلق الراس کی رسم ابھی بھی کسی شکل میں مسجد الاقصی کے صوفی زائرین میں باقی ہے

آٹھویں صدی میں بھی اس چٹان کے گرد طواف کیا جارہا تھا

# اذان سے متعلق بدعات

## جمعہ کی نماز کی اذانیں

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا هُشَيْمٌ، عَنْ أَشْعَثَ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، قَالَ: «أَوَّلُ مِنْ أَحْدَثَ الْأَذَانَ الْأَوَّلَ عُثْمَانُ، لِيُؤْذَنَ أَهْلُ الْأَسْوَاقِ

زہری نے کہا بازار والوں کے لئے سب سے پہلے عثمان نے اذان کو بنایا (یعنی بازار میں اذان دی )

صحیح ابن خزیمہ میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ، نَا أَبُو بَكْرٍ، نَا أَبُو مُوسَى، نَا أَبُو عَامِرٍ، نَا ابْنُ أَبِي ذِئْبٍ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ - وَهُوَ ابْنُ يَزِيدَ- قَالَ كَانَ النِّدَاءُ الَّذِي ذَكَرَ اللَّهُ فِي الْقُرْآنِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ إِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ، وَإِذَا قَامَتِ الصَّلَاةُ فِي زَمَنِ النَّبِيِّ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ، حَتَّى كَانَ عُثْمَانُ، فَكَثُرَ النَّاسُ، فَأَمَرَ بِالنِّدَاءِ الثَّالِثِ عَلَى الزَّوْرَاءِ (1)، فَثَبَتَ حَتَّى السَّاعَةِ.

السَّائِبِ بْنُ يَزِيدَ نے کہا کہ وہ پکار جس کا ذکر قرآن میں ہے کہ یوم جمعہ کو تھی وہ اس وقت تھی جب امام نکلے اور جب نماز قائم ہوتی اس وقت اذان ہوتی – ایسا دور نبوی ، ابو بکر و عمر میں تھا حتی کہ عثمان کے دور میں آبادی بڑھ گئی پس انہوں نے تیسری اذان کا (بازار ) الزَّوْرَاءِ پر کرنے کا حکم دیا

یہ بات اور کتب میں بھی ہے

صحیح ابن حبان میں ہے

أَخْبَرَنَا الْفَضْلُ بْنُ الْحُبَابِ قَالَ حَدَّثَنَا مُسَدَّدُ بْنُ مُسَرْهَدٍ عَنْ يَحْيَى الْقَطَّانِ عَنِ بن أَبِي ذِئْبٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ

عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ قَالَ كَانَ الْأَذَانُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ مَرَّتَيْنِ مَرَّتَيْنِ فَلَمَّا كَانَ عُثْمَانُ كَثُرَ الناس فأمرنا مناديا ينادي على الزوراء

طبرانی کبیر میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ الْمُبَارَكِ الصَّنْعَانِيُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، ح وَحَدَّثَنَا عَبْدَانُ، ثنا هُرَيْمُ بْنُ عَبْدِ الْأَعْلَى، قَالَا: ثنا مُعْتَمِرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنِي أَبِي، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنِ السَّائِبِ بْنِ يَزِيدَ، قَالَ: «كَانَ النِّدَاءُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَبِي بَكْرٍ وَعُمَرَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا عِنْدَ الْمِنْبَرِ، وَأَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ النِّدَاءَ الْأَخِيرَ عُثْمَانُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ»

ابن عمر کا قول المدخل إلى السنن الكبرى از بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، وَأَبُو سَعِيدِ بْنِ أَبِي عَمْرٍو , قَالَا: ثنا أَبُو الْعَبَّاسِ الْأَصَمُّ، ثنا مُحَمَّدُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْمُنَادِي، ثنا شَبَابَةُ، ثنا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: «كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ , وَإِنْ رَآهَا النَّاسُ حَسَنَةً»

ابن عمر نے کہا ہر بدعت گمراہی ہے چاہے لوگوں کو دیکھنے میں اچھی لگے

مصنف ابن ابی شیبہ میں اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا شَبَابَةُ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، عَنْ نَافِعٍ، عَنِ ابْنِ عُمَرَ، قَالَ: «الْأَذَانُ الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ

جمعہ کے دن پہلی اذان بدعت ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، قَالَ: حَدَّثَنَا هِشَامُ بْنُ الْغَازِ، قَالَ: سَأَلْتُ نَافِعًا، مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ، الْأَذَانُ «الْأَوَّلُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ بِدْعَةٌ؟ فَقَالَ: قَالَ ابْنُ عُمَرَ: «بِدْعَةٌ

جمعہ کی پہلی اذان بدعت ہے

ابن عمر سے منسوب ان تمام اقوال میں هِشَامُ بْنُ الْغَازِ کا تفرد ہے۔ ابن عمر کا قول عامۃ المسلمین کی قبولیت کی وجہ سے قابل رد ہے۔اصحاب رسول نے اس اذان کو صحیح سمجھا ہے اور بدعت قرار نہیں دیا

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کا قول ہے

قَالَ: مَا رَأَى الْمُسْلِمُونَ حَسَنًا , فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ حَسَنٌ , وَمَا رَأَوْا سَيِّئًا فَهُوَ عِنْدَ اللَّهِ سَيِّئٌ

جس کو مسلمان حسن واچھا دیکھیں وہ اللہ کے ہاں بھی حسن ہے اور جس کو برا دیکھیں وہ اللہ کے ہاں برا ہے

امام الطحطاوی کتاب حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح شرح نور الایضاح میں کہتے ہیں

أحدث عثمان رضي اللّٰه عنه الأذان الأول على دار بسوق المدينة مرتفعة يقال لها الزورا

عثمان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن پہلی اذان شروع کی مدینہ کے اوپر والے بازار کے دروازے پر جس کو الزوراء کہا جاتا تھا

یعنی اصلا یہ ایک ہی اذان تھی جو مدینہ کے دور کے بازار میں دی جاتی تھی کیونکہ ان کے دور میں شہر پھیل گیا تھا یہ دو اذانیں نہیں تھیں جو ایک ہی مقام یا مسجد سے دی جاتی ہوں اس کی وجہ تھی کہ نہ گھڑیاں تھیں نہ لاؤڈ اسپیکر تھا لہٰذا اس کو دور مرتفع مقام میں دیا جاتا

مدینہ کا یہ الزوراء بازار مسجد النبی سے جڑا ہوا نہ تھا بلکہ دور تھا وہاں تک مسجد کے اندر ہونے والی اذان کی آواز نہ جاتی ہو گی- بازار ویسے بھی شور کی جگہ ہوتا ہو جہاں بھاو تاؤ ہو رہا ہوتا ہے اس لئے یہ پہلی اذان زوال کے فورا بعد اس الزوراء بازار میں دی جاتی اور بعد میں موذن مسجد آ کر اذان دیتا

خلیفہ ہشام بن عبد الملک کے دور میں مسجد والی اذان الْمَنَارِ (ایک پلیٹ فارم) پر دی جاتی

ایسا ہی ہوتا رہا یہاں تک کہ کتاب الفواکہ الدوانی علی رسالۃ ابن أبي زید القیروانی کے مطابق

ثُمَّ لَمَّا تَوَلَّى هِشَامُ بْنُ عَبْدِ الْمَلِكِ بِالْمَدِينَةِ أَمَرَ بِنَقْلِ الَّذِي عَلَى الزَّوْرَاءِ إلَى الْمَنَارِ وَالَّذِي عَلَى الْمَنَارِ بَيْنَ يَدَيْهِ وَاسْتَمَرَّ الْعَمَلُ عَلَيْهِ.

ہشام بن عبد الملک کے دور بازار الزَّوْرَاءِ والے موذن کو حکم دیا گیا کہ وہ المنار کی طرف جائیں اور المنار والے موذن کو حکم دیا گیا کہ بازار کی طرف جائیں اور اس طرح بیچ میں اذان دی جانی لگی اور اسی پر عمل جاری رہا

اس طرح خلیفہ ہشام بن عبد الملک نے اذان کی حکمت و مقصد کو سمجھتے ہوئے دو اذانوں کو تین کر دیا

دیکھئے شرح ابن ناجي التنوخي على متن الرسالة لابن أبي زيد القيرواني

امام شافعی کہتے ہیں کہ مجھے وہ پسند ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں تھا اور ابو بکر اور عمر کا عمل پسند ہے

وأحب ما كان يفعل على عهد رسول الله - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - وأبي بكر وعمر

دیکھئے البيان في مذهب الإمام الشافعي از أبو الحسين يحيى بن أبي الخير بن سالم العمراني اليمني الشافعي (المتوفى: 558هـ) میں

راقم کی رائے میں اس کو دو یا تین اذان کہنا غلط ہے یہ اصلا ایک ہی اذان ہے لیکن چونکہ آواز ایک مقام سے دوسرے مقام بغیر اسپیکر نہیں جاتی لہذا اس کو دیا جاتا تھا آج اس کی ضرورت ختم ہے

البتہ جن علاقوں میں بجلی یا لاوڈ اسپیکر نہیں وہ گاؤں یا دیہات کی مناسبت سے دو اذان دے سکتے ہیں

# الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہنے کی بدعت

مصنف ابن ابی شیبہ ح 35995 میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْوَهَّابِ بْنُ عَطَاءٍ، عَنِ ابْنِ عَوْنٍ، عَنْ مُحَمَّدٍ، قَالَ: " أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ الْأَذَانَ فِي الْفِطْرِ وَالْأَضْحَى مَرْوَانُ , وَجَدْتُ فِي كِتَابِي عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ طَاوُسٍ، قَالَ: إِنَّ أَوَّلَ مَنْ ثَوَّبَ فِي الْفَجْرِ بِلَالٌ عَلَى عَهْدِ أَبِي بَكْرٍ , كَانَ إِذَا قَالَ: حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ " قَالَ: «الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ» مَرَّتَيْنِ "

ابن سیرین نے کہا عید فطر اور عید اضحی میں اذان سب سے پہلے مروان نے دی اور مجھ کو میری کتاب میں ملا عَنْ سُوَيْدِ بْنِ عَمْرٍو، عَنْ حَمَّادِ بْنِ سَلَمَةَ، عَنْ قَيْسِ بْنِ سَعْدٍ ، اس نے طَاوُسٍ سے روایت کیا کہ کہا کہ نماز فجر میں سب سے پہلے تثویب بلال نے دور ابو بکر میں کی کہ حب کہتے حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ پھر دو بار الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کہتے

الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ پر بہت سی متضاد روایات ہیں - بعض نے کہا یہ ابو بکر نے کہلوانا شروع کیا۔ بعض نے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے اس کا آغاز کیا- بعض نے کہا یہ سنت ہے - ان اقوال سے ظاہر ہے کہ تردد رہا تھا کہ یہ الفاظ کہاں سے آئے -

امام محمد کی کتاب الأصل المعروف بالمبسوط میں ہے

قَالَ كَانَ التثويب الأول بعد الْأَذَان الصَّلَاة خير من النّوم فأحدث النَّاس هَذَا التثويب وَهُوَ حسن

امام محمد نے کہا التثویب اذان میں الصَّلَاة خير من النّوم ، لوگوں نے اس کو ایجاد کیا اور یہ حسن ہے

امام مالک کے نزدیک الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ کے الفاظ بھی اضافی ہیں موطا میں کہتے ہیں

مَالِكٌ؛ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ الْمُؤَذِّنَ جَاءَ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ يُؤْذِنُهُ لِصَلاَةِ الصُّبْحِ، فَوَجَدَهُ نَائِماً. فَقَالَ: الصَّلاَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ. فَأَمَرَهُ عُمَرُ يَجْعَلُهَا فِي نِدَاءِ الصُّبْحِ

مالک کو پہنچا کہ موذن عمر بن الخطاب کو فجر کی نماز پر اٹھانے گیا تو وہ سو رہے تھے پس کہا الصَّلاَةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ اور عمر نے حکم دیا کہ ان الفاظ کو صبح کی اذان میں شامل کر لیا جائے

یہ روایت امام مالک کی بلاغات میں سے ہے جس پر اہل علم کہتے ہیں صحیح ہے – بلاغ موطا امام مالک کے بارے میں امام سفیانؒ سے منقول ہے

إذا قال مالك بلغني فهو إسناد صحيح

جب امام مالک بلغنی کہہ دیں تو اس کی سند صحیح ہوتی ہے -

(زرقانی شرح الموطا ۱۔۳۶۷)

کتاب الموقظہ میں الذھبی کہتے ہیں

أجوَدُ ذلك ما قال فيه مالكٌ: "بلَغَنِي أنَّ رسولَ الله – صلى الله عليه وسلم – قال: كذا وكذا". فإنَّ مالكاً مُتَثَبِّتٌ، فلعلَّ بلاغاتِه أقوى من مراسَيل

منقطع میں سب سے اچھی وہ ہے جب مالک کہتے ہیں ان تک پہنچا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا ایسا یا ایسا کیونکہ مالک ثبت ہیں ان کی بلاغات تو مراسیل سے بھی قوی ہیں

امام التِّرمذيُّ کہتے ہیں هذا التَّثويب الذي كرهه أهل العلم

التَّثويب (الصَّلَاةُ خَيْرٌ مِنَ النَّوْمِ دو بار کہنے ) سے اہل علم کراہت کرتے ہیں

# اذان سننے میں انگوٹھے چومنا

انگوٹھوں کو آنکھوں پر مسح کرنے یا عرف عام میں انگوٹھے چومنے والی تمام روایات ضعیف ہیں

کتاب النخبۃ البہیۃ فی الأحادیث المکذوبۃ علی خیر البریۃ از محمد الأمیر الکبیر المالکی (المتوفی: 1228ھ-) کے مطابق

مسح الْعَيْنَيْنِ بباطن أنملتي السبابتين بعد تقبيلهما عِنْد قَول الْمُؤَذّن: أشهد أَن مُحَمَّدًا رَسُول الله ". لَا يَصح، وَلَا عَن الْخضر.

موذن کے قول پر آنکھوں پر مسح کرنے والی روایت صحیح نہیں اور نہ ہی خضر والی صحیح ہے

ایسا قول ابن حجر کے شاگرد السخاوی سے بھی منقول ہے اور ملا علی القاری سے بھی یہ سب ان روایات کو ضعیف کہتے ہیں-کتاب النخبة البهية في الأحاديث المكذوبة على خير البرية از محمد الأمير الكبير المالكي (المتوفى: 1228ھ) کے مطابق

لَا أَصْلَ لَهُ فِي الْمَرْفُوعِ نَعَمْ يُرْوَى عَنْ بَعْضِ السَّلَفِ

اس کی کوئی مرفوع اصل نہیں ہاں بعض سلف نے اس کو روایت کیا ہے

افسوس کی بات یہ ہے کہ اس کی سند مفقود ہے اور معلوم نہیں یہ رسول اللہ کا کیسے قول بن گئی

ایک صاحب نے اس کا دفاع کیا ہے اور کتاب لکھی ہے

http://www.islamieducation.com/anghothey-choomney-ki-hadith/

لیکن ایک جگہ بھی اس کی سند نہیں دی ساری بحث اس پر ہے کہ اگر یہ ضعیف ہے تو کیا ہوا عمل کی فضیلت کی بنا پر اس پر عمل جائز ہے

یہ نقطۂ نظر خود محدثین کا تھا کہ فضائل میں ضعیف حدیث پیش کی جا سکتی ہے اور انہوں نے اسی بنیاد پر زہد کی کتب لکھی تھیں جن میں ضعیف روایات کی بھرمار ہے اس بنا پر بریلوی فرقہ کی بات صحیح ہے لیکن ہم اس کے خلاف ہیں اور محدثین کے اس عمل کو صحیح نہیں سمجھتے ان سے غلطی ہوئی اور ضعیف احادیث سے نہ صرف بدعات کو فروغ ملا بلکہ عقائد بھی خراب ہوئے لہذا ضعیف کو چھوڑنا ہی اصل دین پر پلٹنا ہے

۲۰۰ ہجری کے قریب بعض محدثین کے پاس ہزاروں حدیث جمع تھیں اور ان میں یہ شوق پیدا ہوا کہ زیادہ کتب لکھیں لہذا امام احمد نے فضائل صحابہ کتاب الزہد وغیرہ لکھیں ان سے قبل یہ کام عبد اللہ بن المبارک نے کیا

لیکن کتاب میں موضوع اور ضعیف روایات کی بھرمار تھی ان کتب سے ان محدثین کا قد تو بڑھ گیا لیکن اعمال میں فضائل کے حوالے سے بعد والوں کو ضعیف کے لیے دلیل دے گیا اور پھر ہر وہ شخص جو ضعیف روایت کو پسند کرتا تھا اس کو فضائل کی بنیاد پر بیان کرنے لگا لیکن اس سے عقائد میں مسائل پیدا ہوئے مثلا

انبیا قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں ایک منکر روایت ہے نماز کی فضیلت پر پیش کی گئی لیکن عقائد خراب کر گئی

اسی طرح درود کی فضیلت پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل پیش ہونے کا عقیدہ فضائل درود کی وجہ سے پیدا ہوا۔ لہذا ہر فرقہ اپنے من پسند عقائد اور اعمال کو فضائل کی بنیاد پر کتابوں میں داخل کرتا گیا اس بنا پر تبلیغی نصاب لکھا گیا جس میں فضائل والی ضعیف روایات ہیں اور حاشیہ میں اس کی وضاحت بھی ہے لیکن جو غلط بات چلی ارہی تھی اس کو جڑ سے ہی کاٹنا پڑتا ہے شاخوں کو چھآٹنے کا کوئی فائدہ نہیں

## نو مولود کے کان میں اذان دینا

اس میں اختلاف ہے –اس کی اسناد حسن لغیرہ کے درجہ کی ہیں

سنن ابو داود میں ہے ابوداود، السنن، کتاب الأدب، باب في الصبي يولد فيؤذن في إذنه

حَدَّثَنَا مُسَدَّدٌ، حَدَّثَنَا يَحْيَى، عَنْ سُفْيَانَ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَاصِمُ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي رَافِعٍ، عَنْ أَبِيهِ، قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ «أَذَّنَ فِي أُذُنِ الحَسَنِ بْنِ عَلِيٍّ حِينَ وَلَدَتْهُ فَاطِمَةُ بِالصَّلَاةِ

ابو رافع رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسن بن علی رضی اللہ عنہ کے کان میں نماز جیسی اذان کہتے ہوئے سنا ہے

طبقات ابن سعد کے مطابق

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ مَوْلَى النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ. رَوَى عَنْ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ, وَكَتَبَ لَهُ وَكَانَ ثِقَةً كَثِيرَ الْحَدِيثِ

عُبَيْدُ اللَّهِ بْنُ أَبِي رَافِعٍ النَّبِيِّ عَلَيْهِ السَّلَامُ کے آزاد کردہ غلام تھے یہ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ سے روایت کرتے ہیں اور کثیر الحدیث تھے

ابو حاتم ان کو ثقہ کہتے ہیں

ترمذی اس روایت کو ہَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ کہتے ہیں

البانی اس کو الکلم الطیب میں حسن کہتے ہیں البتہ بعد میں صحیح الکلم (ص 16) والضعیفة (6121) میں اس سے رجوع کرتے ہیں اور اس کو ضعیف کہتے ہیں – شعیب الأرناؤوط مسند احمد کی تحقیق میں اس کو ضعیف کہتے ہیں

مسند ابو یعلی کی روایت ہے کہ

حَدَّثَنَا جُبَارَةُ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ الْعَلَاءِ، عَنْ مَرْوَانَ بْنِ سَالِمٍ، عَنْ طَلْحَةَ بْنِ عُبَيْدِ اللَّهِ، عَنْ حُسَيْنٍ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «مَنْ وُلِدَ لَهُ فَأَذَّنَ فِي أُذُنِهِ الْيُمْنَى وَأَقَامَ فِي أُذُنِهِ الْيُسْرَى لَمْ تَضُرَّهُ أُمُّ الصِّبْيَانِ

حسین رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا

جس کے ہاں بچے کی ولادت ہو تو وہ اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہے، اس کی برکت سے بچے کی ماں کو کوئی چیز نقصان نہ پہنچا سکے گی

محقق حسین سلیم اسد کہتے ہیں إسناده تالف یعنی سند ضعیف یا موضوع ہے

مولود نہ تو اذان سمجھ سکتا ہے نہ اس سے ایمان دار ہو سکتا ہے یہ اذان دینے کا عمل صرف علامتی ہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی اس کو صرف حسن رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا کسی اور نو مولود کے لئے نہیں اتا کہ آپ نے کیا ہو

امام ترمذی سنن میں کہتے ہیں نو مولود کے کان میں اذان دینا امت میں یہ عمل چلا آ رہا ہے

معلوم ہوا کہ محدثین نے اس کو تعامل امت کی بنیاد پر قبول کر لیا تھا

# اذان کے بعد السلام علیک یارسول اللہ کہنا

فاطمیوں کے دور میں مصر میں اذان میں حی علی خیر العمل کے الفاظ کا اضافہ کیا گیا اور دلیل میں مصنف ابن ابی شیبہ کی اوپر والی روایات کا ہی استعمال کیا گیا ان کے بعد صلاح الدین ایوبی آیا اس نے اذان کے آخر میں السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کا اضافہ کر دیا-

صلاح الدین ایوبی کی بدعت پر آج تک بریلوی فرقہ عمل کرتا ہے

# عید سے متعلق بدعات

## عیدین میں اذان دینا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ قَتَادَةَ، عَنِ ابْنِ الْمُسَيِّبِ، قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ الْأَذَانَ فِي الْعِيدَيْنِ مُعَاوِيَةُ

سعید بن المسیب نے کہا عیدوں میں اذان کو معاویہ نے سب سے پہلے بنایا (یعنی بدعت جاری کی )

حَدَّثَنَا وَكِيعٌ، حَدَّثَنَا أَبِي عَاصِمُ بْنُ سُلَيْمَانَ، عَنْ أَبِي قِلَابَةَ، قَالَ: «أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ الْأَذَانَ فِي الْعِيدَيْنِ ابْنُ الزُّبَيْرِ

أَبِي قِلَابَةَ نے کہا عیدین میں اذانوں کو ابن زبیر نے سب سے پہلے کیا

دوسری طرف عراق میں علی رضی اللہ عنہ اس کا ذکر کر کے اس کو بدعت قرار دیتے تھے

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں

شَهِدْتُ مَعَ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم الصَّلَاةَ يَوْمَ الْعِيْدِ، فَبَدَأَ بِالصَّلَاةِ قَبْلَ الْخُطْبَةِ بِغَيْرِ أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

مسلم، الصحيح، کتاب صلاة العيدين، باب2 : 603، رقم : 885

میں عید کے دن نماز میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حاضر تھا۔ پس آپ نے اذان اور تکبیر کے بغیر خطبہ سے قبل عید کی نماز پڑھی

# عید کی دو نمازیں پڑھانا

علی رضی اللہ عنہ نے اپنے دور میں کہا

شہر میں ایسے کمزور اور معذور لوگ ہیں جو عید گاہ کی طرف نکلنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ایک نائب مقرر فرمایا جو مسجد میں ان لوگوں کو عید پڑھایا کرتا۔ اس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اس نے تکبیرات کے ساتھ دو رکعت پڑھائیں۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ چار رکعت بغیر تکبیرات کے پڑھائیں۔

[منہاج السنہ النبویۃ]

# جمعہ سے متعلق بدعات

مصنف ابن ابی شیبہ ح 35775 میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْأَعْلَى عَنْ مَعْمَرٍ عَنِ الزُّهْرِيِّ قَالَ: رَفْعُ الْأَيْدِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ مُحْدَثٌ , وَأَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ رَفْعَ الْأَيْدِي يَوْمَ الْجُمُعَةِ مَرْوَانُ

امام زہری نے کہا جمعہ میں ( اغلبا خطبہ میں ) ہاتھ اٹھانا بدعت ہے – اس کو مروان نے شروع کیا

سعودی عرب میں آجکل بھی یہ عمل جاری ہے کہ امام منبر پر ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں – نیچے مسجد میں بیٹھے لوگ بھی ہاتھ اٹھا کر امین امین کہتے جاتے ہیں

سنن الکبری بیہقی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللهِ الْحَافِظُ، أنبأ أَبُو الْعَبَّاسِ الْمَحْبُوبِيُّ، ثنا سَعِيدُ بْنُ مَسْعُودٍ، ثنا النَّضْرُ بْنُ شُمَيْلٍ، أنبأ شُعْبَةُ، عَنْ حُصَيْنٍ قَالَ: سَمِعْتُ الشَّعْبِيَّ قَالَ: " أَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ الْقُعُودَ عَلَى الْمِنْبَرِ مُعَاوِيَةُ ". قَالَ الشَّيْخُ أَحْمَدُ: يُحْتَمَلُ أَنَّهُ إِنَّمَا كَانَ قَعَدَ لِضَعْفٍ لِكِبَرٍ أَوْ مَرَضٍ، وَاللهُ أَعْلَمُ

حُصَيْنٍ نے روایت کیا انہوں نے الشَّعْبِيَّ سے سنا معاویہ نے سب سے پہلے منبر پر بیٹھنے کی بدعت جاری کی – بیہقی کے الشَّيْخُ أَحْمَدُ کہتے ہیں ممکن ہے بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے ایسا ہوا ہو

# بیٹھ کر خطبہ دینا

تاریخ دمشق از ابن عساکر میں ہے

قال الأوزاعي: كان معاوية بن أبي سفيان أول من اعتذر إلى الناس في الجلوس في الخطبة الأولى في الجمعة، ولم يصنع ذلك إلا لكبر سنه وضعفه، وكان عبد الملك بن مروان أول من رفع يديه في الجمعة، وقنت فيها، وكان المصعب بن الزبير أول من أحدث التكبير الثلاث بعد المغرب والصبح، وكان هشام بن إسماعيل أول من جمع الناس في الدراسة.

قال: وقد كان عمر بن عبد العزيز يجلس في الخطبة الأولى.

الأوزاعي نے کہا : معاویہ وہ پہلے شخص ہیں جو جمعہ کے خطبہ اولی میں بیٹھے اور یہ انہوں نے کیا کیونکہ وہ عمر رسیدہ ہوئے اور کمزور ہوئے – اور عبد الملک نے جمعہ میں سب سے پہلے ہاتھ بلند کیے اور قنوت پڑھا اور المصعب بن الزبیر وہ پہلے ہیں جنہوں نے مغرب و فجر کی نماز کے بعد تین تکبیرات کو ایجاد کیا اور ہشام بن إسماعيل وہ پہلا ہے جس نے لوگوں کو درس میں جمع کیا

# رمضان سے متعلق بدعات

أخبار مكة في قديم الدهر وحديثه از أبو عبد الله محمد بن إسحاق بن العباس المكي الفاكهي (المتوفى: 272هـ) میں ہے

حَدَّثَنَا بِذَلِكَ ابْنُ أَبِي عُمَرَ، عَنْ سُفْيَانَ، عَنِ الْوَلِيدِ بْنِ كَثِيرٍ، عَنْ وَهْبِ بْنِ كَيْسَانَ: وَقَدْ قَالُوا: مُعَاوِيَةُ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ وَأَوَّلُ مَنْ أَدَارَ الصُّفُوفَ حَوْلَ الْكَعْبَةِ: خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيُّ , وَأَوَّلُ مَنْ أَحْدَثَ التَّكْبِيرَ فِي شَهْرِ رَمَضَانَ فِي الطَّوَافِ: خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيُّ

خَالِدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ الْقَسْرِيُّ نے رمضان میں طواف میں تکبیر کو ایجاد کیا

# مسجد الحرام میں رمضان کے وتر میں قبوت نازلہ پڑھنا

دعا کرنا عبادت ہے- لیکن اگر دعا کو نماز میں ان مواقع پر کیا جائے جن کے لئے حدیث میں کوئی روایت نہیں تو یہ دین میں اضافہ ہے- نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وتر کی دعا کی ہے اور وہ صرف چند الفاظ پر مشتمل ہوتی تھی جو حدیث میں آئے ہیں کہ اللھم اہدنی فیمن ہدیت ... اس سے زیادہ بدعت ہے

رات کی نماز میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم قرات میں ہی دعا کرتے تھے یعنی جب عذاب کی آیت اتی تو اللہ کی پناہ مانگتے اور اب جنت کی آیت اتی تو قرات میں ہی اللہ سے جنت طلب کرتے لہذا قرات کرتے جاتے اور دعائیں کرتے جاتے یہ سنت تھی جو حدیث میں آئی ہے-یہی بات نماز کسوف کے لئے آئی ہے / مسلم کی حدیث ہے

عبد الرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اپنے تیروں سے مدینہ میں تیر اندازی کر رہا تھا، اچانک سورج گرہن ہو گیا، میں نے اپنے تیروں کو پھینکا، اور کہا: "اللہ کی قسم آج میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سورج گرہن کے موقع پر کیے جانے والے اعمال ضرور دیکھوں گا" عبد الرحمٰن بن سمرہ کہتے ہیں: میں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا تو آپ نماز میں ہاتھ اٹھائے کھڑے تھے، "اور تسبیح، تحمید، تہلیل، تکبیر، اور دعائیں کر رہے تھے، آپ نے یہ عمل سورج صاف ہونے تک جاری رکھا

یعنی نماز میں قرات میں ہی نبی صلی اللہ علیہ وسلم دعائیں کرتے تھے

ابی داود کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

سيكون قوم يعتدون في الدعاء

ایک قوم آئے گی جو دعا کو لمبا کریں گے

پھر دعا قنوت کو قرآن کی قرات کی طرح پڑھنا بھی ثابت نہیں-- دعا میں لاؤڈ اسپیکر پر شور کرنا بھی اسی صدی کی بدعت ہے-ایک موقعہ پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو تکبیر اونچی آواز میں کرنے سے منع کیا اور کہا

إنكم لاتدعون إصم ولا غائباًإنكم تدعون سميعاً بصيرا

تم کسی بہرے یا غائب کو نہیں پکار رہے تم سننے والے اور دیکھنے والے کو پکار رہے ہو

سنن نسائی کی حدیث ہے

سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ : "رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمرو بن عوف میں صلح کروانے کیلئے گئے ہوئے تھے، تو نماز کا وقت ہو گیا، چنانچہ مؤذن نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی، تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں جمع کرنے کا حکم دیا، اور ابو بکر نے انکی امامت کے فرائض سر انجام دیے، اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم آگئے اور صفوں کو چیرتے ہوئے پہلی صف میں کھڑے ہو گئے، لوگوں نے ابو بکر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد سے متنبہ کرنے کیلئے ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیے [تالیاں]، لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ جب نماز میں ہوتے تو ادھر ادھر نہیں دیکھتے تھے، جب لوگوں نے [تالیاں] زیادہ کیں تو ابو بکر رضی اللہ عنہ کو محسوس ہوا کہ لوگوں کو نماز میں کوئی مسئلہ درپیش ہے، چنانچہ جب انہوں نے جھانکا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انکے پیچھے تھے، تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اشارہ سے سمجھایا کہ : اپنے عمل پر جاری رہو، تو ابو بکر نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس اجازت مرحمت فرمانے پر اللہ کی حمد و ثنا بیان کی۔۔

نسائی اس سے دلیل لیتے ہیں کہ نماز میں ہاتھ اٹھا سکتے ہیں لیکن یہ دعا کے لئے نہیں حمد کے لئے اٹھائے گئے تھے لہذا اس سے قنوت میں ہاتھ اٹھا کر دعا کرنے کی دلیل نہیں لی جا سکتی

بعض مسلکی ہوشیار مفتیوں نے کھینچ تان کر کے حمد کو دعا سے ملا کر اس روایت سے ہاتھ اٹھانے کی دلیل بنا لی ہے

رمضان کے وتر کو قنوت نازلہ کی طرح کرنا دین میں بدعت ہے جو عین حرم میں کی جاتی ہے- قنوت نازلہ فرض نماز میں کیا جاتا ہے جب کوئی اجتماعی مصیبت یا جنگ ہو- جس روز قرآن مکمل ہوتا ہے اس میں تو دعا قنوت اس قدر طویل کی جاتی ہے کہ شاید ابی داود کی حدیث ہی بھول جاتے ہیں کہ لمبی دعائیں منع ہیں- یہ بدعت بھی رمضان کے بزنس کا حصہ ہے لوگ اس دعا ختم القرآن میں شامل ہونے کے لئے مکہ کا سفر کرتے ہیں یعنی

اس کو اس قدر اہم سمجھا جانے لگا ہے

امام کعبہ کی آج تک نہ فلسطین سے متعلق کوئی دعا قبول ہوئی نہ کشمیر سے متعلق- اس کی وجہ یہ ہے کہ رمضان میں اجتماعی قنوت نازلہ بدعت ہے

## دعا ختم القرآن کرنا

قرآن کو پڑھنے کے دوران ہی دعا کی جاتی ہے رات کی نماز میں صحیح مسلم کے مطابق یہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقہ تھا اور قرآن ۲۳ سال میں مکمل ہوا لہٰذا صرف ۱۱ ہجری میں جا کر مکمل ہوا قرآن مکمل ہونے پر کوئی دعا کرنا کسی صحیح حدیث میں نہیں البتہ ایک اثر جو انس رضی اللہ عنہ سے متعلق ہے اس کے مطابق وہ دعا کرتے تھے

مسند الدارمی کی روایت ہے

.اَخْبَرَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ، حَدَّثَنَا ثَابِتٌ قَالَ: كَانَ اَنَسٌ إِذَا خَتَمَ الْقُرْآنَ جَمَعَ وَلَدَهُ وَاَهْلَ بَيْتِهِ, فَدَعَا لَهُمْ

جعفر بن سلیمان روایت کرتے ہیں کہ ثابت البنانی روایت کرتے ہیں کہ انس رضی اللہ عنہ جب قرآن ختم کرتے تو اپنے بچوں اور گھر والوں کو جمع کرتے اور ان کے لئے دعا کرتے

الذھبی کی سیر الاعلام النبلاء کے مطابق اس کی سند میں جَعْفَرُ بْنُ سُلَيْمَانَ ہیں جن سے بخاری نے کوئی روایت نہیں لی شیعہ ہیں

.قَالَ ابْنُ المَدِيْنِيِّ: أَكْثَرَ عَنْ ثَابِتٍ البُنَانِيِّ، وَكَتَبَ عَنْهُ مَرَاسِيْلَ، فِيْهَا مَنَاكِيْرُ

علی المدینی کہتے ہیں یہ اکثر ثابت البنانی سے روایت کرتے ہیں اور ان سے مراسل لکھی ہیں جن میں اکثر منکرات ہیں

.يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ، قَالَ: كَانَ يَحْيَى القَطَّانُ لاَ يُحَدِّثُ عَنْ جَعْفَرِ بنِ سُلَيْمَانَ، وَلاَ يَكْتُبُ حَدِيْثَهُ، وَكَانَ عِنْدَنَا ثِقَةً

يَحْيَى بنِ مَعِيْنٍ کہتے ہیں یحییٰ القطان جعفر بن سلیمان سے روایت نہیں لکھتے لیکن ہمارے نزدیک ثقہ ہیں

البانی کتاب الضعیفة 315/13: میں کہتے ہیں ومما لا شک فیہ إن التزام دعاء معین بعد ختم القرآن من البدع التی لا تجوز

اور اس میں کوئی شک نہیں کہ ختم القران کے بعد دعا معین کرنا بدعت ہے جو جائز نہیں

غیر مقلد اہل حدیث عالم البانی صاحب نماز التراویح کے بعد دعا ختم القران کے بھی خلاف تھے دیکھئے الضعیفہ ج ۱۳

عجیب بات یہ ہے کہ انس رضی اللہ عنہ کے اس موقوف اثر کو تو قبول کیا جاتا ہے اور عرب اس بنیاد پر ختم القران کی دعائیں کرتے ہیں لیکن جب اذان ، میں حی علی خیر العمل کے الفاظ کا ذکر اتا ہے کہ ابن عمر اور حسین رضی اللہ عنہما اس کو کہتے تھے تو اس بات کو موقوف کہہ کر رد کیا جاتا ہے

# مقابر کے حوالے سے بدعات

## نماز جنازہ کے بعد دعا کرنا

سنن ابو داود سنن ابن ماجہ میں ہے

حدَّثنا عبدُ العزيز بن يحيى الحَرَّانيُّ، حدَّثني محمد -يعني ابنَ سلمةَ- عن محمد بن إسحاقَ، عن محمدِ بن إبراهيمَ، عن أبي سلمةَ بن عبد الرحمن عن أبى هريرةَ، سمعتُ النبي -صلَّى اللّٰه عليه و سلم- يقول: "إذا صلَّيتُم على الميِّتِ فأخلِصوُا له الدعاء

جب تم میت پر جنازہ پڑھو تو اس کے لیے خلوص کے ساتھ دعا کرو۔

سند میں مدلس ابن اسحاق ہے

روایت اس سند سے ضعیف ہے لیکن ابن حبان میں اس میں تحدیث ہے

أَخْبَرَنَا عُمَرُ بْنُ مُحَمَّدٍ الْهَمْدَانِيُّ قَالَ: حَدَّثَنَا الْفَضْلُ بْنُ سَهْلٍ الْأَعْرَجُ قَالَ: حَدَّثَنَا يَعْقُوبُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ بْنِ سَعْدٍ قَالَ: حدثنا أبي عن بْنِ إِسْحَاقَ قَالَ: حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِبْرَاهِيمَ عَنْ سَعِيدِ بْنِ الْمُسَيِّبِ وَأَبِي سَلَمَة بْنِ عَبْدِ الرَّحْمَنِ وَسَلْمَانَ الْأَغَر مَوْلَى جُهَيْنَةَ كُلُّهُمْ حَدِّثُونِي عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُولُ: "إِذَا صَلَّيْتُمْ عَلَى الجنازة فأخلصوا لها الدعاء"

جب تم جنازہ پر نماز پڑھو تو اس میں دعا میں خلوص کرو

یہ حسن ہے

اس میں کہیں نہیں ہے کہ یہ دعا نماز جنازہ کے بعد والی ہے یہ دعا نماز جنازہ کے اندر کی ہی ہے

## قبر پر مٹی ڈالتے وقت کی دعا

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ إِسْحَاقَ، أَخْبَرَنَا عَبْدُ اللَّهِ يَعْنِي ابْنَ الْمُبَارَكِ، أَخْبَرَنَا يَحْيَى بْنُ أَيُّوبَ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ زَحْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ يَزِيدَ، عَنِ الْقَاسِمِ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ قَالَ: لَمَّا وُضِعَتْ أُمُّ كُلْثُومٍ ابْنَةُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْقَبْرِ. قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " {مِنْهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى} [طه: 55 "، قَالَ: ثُمَّ لَا أَدْرِي أَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَعَلَى مِلَّةِ رَسُولِ اللَّهِ؟ أَمْ لَا، فَلَمَّا بَنَى عَلَيْهَا لَحْدَهَا طَفِقَ يَطْرَحُ لَهُمُ الْجَبُوبَ وَيَقُولُ: «سُدُّوا خِلَالَ اللَّبِنِ» . ثُمَّ قَالَ: «أَمَا إِنَّ هَذَا لَيْسَ بِشَيْءٍ وَلَكِنَّهُ يُطَيِّبُ بِنَفْسِ الْحَيِّ»

ابو امامہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیٹی ام کلثوم قبر میں اتاری گئیں تو آپ نے یہ آیت پڑھی: {مِنهَا خَلَقْنَاكُمْ وَفِيهَا نُعِيدُكُمْ، وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى } [طہ: 55] یعنی ہم نے اسی ”مٹی سے تم کو پیدا کیا، اسی میں ہم تم کو لوٹائیں گے اور اسی سے دوبارہ زندہ کر کے اٹھائیں گے۔

شعیب الأرنؤوط – عادل مرشد، وآخرون کہتے ہیں سند ضعیف ہے

امام الذھبی تلخیص مستدرک میں کہتے ہیں

خبر واہ ماًن علی بن یزید متروک

خبر واہیات ہے

بیہقی سنن الکبری میں کہتے ہیں

.وَہَذَا إِسْنَادٌ ضَعِيفٌ

# تدفین کے بعد دعا کرنا

تدفین سے پہلے نماز جنازہ ہو چکی ہے لہذا اس کی ضرورت نہیں دوم یہ حدیث سے ثابت نہیں لہذا بدعت ہے - اس سلسلے میں ایک حدیث پیش کی جاتی ہے ابی داود کی روایت ہے

عن عثمان بن عفان قال: كان النبي صلى الله عليه وسلم "إذا فرغ من دفن الميت وقف عليه فقال: استغفروا لأخيكم وسلوا له بالتثبيت فإنه الآن يسال

عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جب میت کے دفن سے فارغ ہوتے تو وہاں کچھ دیر رکتے اور فرماتے: "اپنے بھائی کی مغفرت کی دعا مانگو، اور اس کے لیے ثابت قدم رہنے کی دعا کرو، کیونکہ ابھی اس سے سوال کیا جائے گا"۔ ابوداؤد کہتے ہیں: بحیر سے بحیر بن ریسان مراد ہیں۔۔ قال الشيخ الألباني: صحيح (تحفۃ الأشراف: ۸۹۴۰

یہ روایت صحیح نہیں منکر ہے سنن ابو داود میں اسکی سند ہے

حدَّثنا إبراهيمُ بن موسى الرازيُّ، حدَّثنا هشامٌ -يعني: ابن يوسف-، عن عبدِ الله بن بَحِير، عن هانىء مولى عثمانَ عن عثمان بن عفان

عثمان رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت کے اس راوی عبد اللہ بن بجیر ابو وائل القاص الیمانی الصنعانی کے لئے الذھبی میزان میں لکھتے ہیں

و قال ابن حبان: يروى العجائب التى كأنها معمولة، لا يحتج به

اور ابن حبان کہتے ہیں یہ عجائب روایت کرتا ہے جو ان کا معمول تھا، اس سے احتجاج نہ کیا جائے

الذھبی تاریخ الاسلام میں کہتے ہیں

فِيهِ ضَعفٌ ان میں کمزوری ہے

یہ بھی کہتے ہیں وله غرائب غریب روایات بیان کرتے ہیں

الذھبی اپنی دوسری کتاب ديوان الضعفاء والمتروكين وخلق من المجهولين وثقات فيهم لين میں ان کو منکر الحدیث بھی کہتے ہیں

الذھبی تاریخ الاسلام میں یہ رائے رکھتے ہیں کہ یہ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحِيرٍ، الصَّنعانيّ، القَاصُّ -د. ت. ق- وَهِمَ مَنْ قَالَ: هُوَ ابْنُ بَحِيرِ بْنِ رَيْسَانَ

عَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحِيرٍ، الصَّنعائيّ، القَاصُّ ہے (جس سے ابو داود اور ابن ماجہ نے روایت لی ہے) اور وہم ہے جس نے کہا کہ یہ ابْنُ بَحِيرِ بْنِ رَيْسَان ہے

الذہبی یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمارے شیخ (کو وہم ہوا) کہتے ہیں

.قَالَ شَيْخُنَا فِي تَهْذِيبِهِ: وَعَبْدُ اللَّهِ بْنُ بَحِيرِ بْنِ رَيْسَانَ الْمُرَادِيُّ، أَبُو وَائِلٍ الصَّنعانيّ

ہمارے شیخ (المزی) نے تہذیب (الکمال) میں (ایسا) کہا

ابن ماکولا کہتے ہیں

ابْنُ مَاكُولا الکمال میں کہتے ہیں: عبد اللَّهِ بْنُ بَحِيرٍ نُسِبَ إِلَى جَدّهِ

عبد اللہ بن (عیسَی بن) بحیر بن ریسان ہے، اس کی نسبت دادا کی طرف ہے

یعنی وہ دادا کے نام سے مشہور ہے

الذھبی کے نزدیک محدثین (ابن حبان، المزی وغیرہ) کو وہم ہوا اور انہوں نے اس کو دو الگ راوی سمجھ لیا

الذھبی اس کی وجہ کتاب المغنی فی الضعفاء میں ترجمہ عبد اللہ بن بحیر الصَّنْعَانِيّ القَاص میں لکھتے ہیں

وَلَيْسَ هُوَ ابْن بحير بن ريسان فان بحير بن ريسان غزا الْمغرب زمن مُعَاوِيَة وَسكن مصر وروى عَن عبَادَة بن الصَّامِت وَعمر دهرا حَتَّى لقِيه ابْن لَهِيعَة وَبكر بن مُضر وَقَالَ ابْن مَا كولا فِي شيخ عبد الرَّزَّاق أَنا أَحْسبهُ عبد الله بن عِيسَى بن بحير نسب إِلَى جده و كنيته أَبُو وَائِل قلت لَهُ مَنَاكِير

اور یہ ابن بجیر بن ریسان نہیں کیونکہ عبد اللہ ابن بجیر بن ریسان نے مغرب میں جہاد کیا مُعَاوِيَة کے زمانے میں اور عبَادَة بن الصَّامِت سے روایت کیا اور عمر کا ایک حصہ گزارا حتی کہ ابن لَہِيعَة سے ملاقات ہوئی اور بکر بن مُضر سے اور..... (عبد اللہ بن بجیر الصَّنْعَانِيّ الْقَاص) شیخ عبد الرَّزَّاق کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ یہ عبد اللہ بن عِيسَى بن بجیر ہے جس کی نسبت دادا کی طرف ہے اور کنیت أَبُو وَائِل ہے میں کہتا ہوں ان کے پاس منکر روایات ہیں

اس روایت کے دفاع میں کہا جاتا ہے کہ البانی صاحب نے کتاب احکام الجنائز میں اس کو صحیح کہا ہے اور امام الحاکم اور الذھبی نے بھی- حالانکہ امام الحاکم کی تصحیح کون مانتا ہے ان پر محدثین کی شدید جرح ہے . وہ تو اس روایت تک کو صحیح کہتے ہیں جس میں آدم علیہ السلام پر وسیلہ کے شرک کی تہمت لگائی گئی ہے

الذھبی نے اس روایت پر تلخیص مستدرک میں سکوت کیا ہے نہ کہ تصحیح اور الذھبی کی اس راوی کے بارے میں رائے اوپر دیکھ سکتے ہیں

## قبروں پر جا کر نمازیں پڑھنا

محدثین میں امام حاکم آخری عمر میں غائب دماغ ہوئے (بقول ابن حجر تغیر کا شکار تھے لسان المیزان) اور مستدرک میں بدعات کے حوالے سے شرک تک کو جائز قرار دے دیا—انبیاء پر وسیلہ کے شرک کی تہمت لگا دی وغیرہ—امام حاکم عقیدہ رکھتے تھے کہ قبر پر جا کر نمازیں پڑھی جا سکتی ہیں- وہ مستدرک میں حدیث پیش کرتے ہیں

حَدَّثَنَا أَبُو حُمَيْدٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ حَامِدٍ الْعَدْلُ بِالطَّابِرَانِ، ثنا تَمِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، ثنا أَبُو مُصْعَبٍ الزُّهْرِيُّ، حَدَّثَنِي مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ بْنِ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، كَانَتْ «تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ كُلَّ جُمُعَةٍ فَتُصَلِّي وَتَبْكِي عِنْدَهُ» هَذَا الْحَدِيثُ رُوَاتُهُ عَنْ آخِرِهِمْ ثِقَاتٌ، وَقَدِ اسْتَقْصَيْتُ فِي الْحَثِّ عَلَى زِيَارَةِ الْقُبُورِ تَحَرِّيًا لِلْمُشَارَكَةِ فِي التَّرْغِيبِ، وَلِيَعْلَمَ الشَّحِيحُ بِذَنْبِهِ أَنَّهَا سُنَّةٌ مَسْنُونَةٌ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَى مُحَمَّدٍ، وَآلِهِ أَجْمَعِينَ

حسین رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فاطمہ بنت نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہر جمعہ کو حمزہ رضی اللہ عنہ کی قبر کی زیارت کرتیں وہاں نماز پڑھتیں اور روتیں امام حاکم کہتے ہیں اس کو ثقات نے روایت کیا ہے اور اس روایت سے زیارت قبور پر غور کیا جاسکتا ہے اور اس میں شامل ہونے کی ترغیب دی جاسکتی ہے اور گناہوں میں کمی کی جاسکتی ہے اور یہ سنت مسنون ہے

إمام حاکم کی عقلی حالت دیکھیے کہ اسی کتاب میں اس کی دوسری سند ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الصَّفَّارُ، ثنا أَبُو بَكْرِ بْنُ أَبِي الدُّنْيَا الْقُرَشِيُّ، حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ شُعَيْبٍ، ثنا ابْنُ أَبِي فُدَيْكٍ، أَخْبَرَنِي سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدٍ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّ أَبَاهُ عَلِيَّ بْنَ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَهُ عَنْ أَبِيهِ، «أَنَّ فَاطِمَةَ بِنْتَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَانَتْ تَزُورُ قَبْرَ عَمِّهَا حَمْزَةَ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فِي الْأَيَّامِ فَتُصَلِّي وَتَبْكِي عِنْدَهُ» هَذَا حَدِيثٌ صَحِيحُ الْإِسْنَادِ وَلَمْ يُخَرِّجَاهُ

ایک دفعہ سند میں سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ جعفرِ بْنِ مُحَمَّدٍ آتا ہے اور دوسری سند میں سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ، عَنْ جعفرٍ ہے۔ سُلَيْمَانُ بْنُ دَاوُدَ نے ایک دفعہ اس کو امام جعفر سے نقل کیا اور دوسری سند ہے کہ اپنے باپ سے اور اس نے امام جعفر سے نقل کیا لہٰذا سند منقطع ہو گئی لیکن اس کو پھر بھی صحیح کہہ رہے ہیں

الذھبی لکھتے ہیں سلیمان بن داود مدنی تکلم فیہ

سلیمان بن داود مدنی خود متکلم فیہ راوی ہے لہٰذا یہ روایت ضعیف ہے

راقم کی رائے میں سلیمان مجھول ہے کیونکہ اغلباً امام الذھبی اس کو سُلیمان بْنِ دَاوُدَ بْنِ قَيس سمجھا ہے لیکن وہ اپنے باپ سے اور وہ یحییٰ بن سعید سے روایت کرتے ہیں اور جعفر ان سے پہلے کے ہیں

# قبر کے پاس قرات کرنا

امام احمد کا ابتداء میں موقف اس کے خلاف تھا۔ کتاب مسائل الإمام إحمد روایۃ إبي داود السجستانی کے مطابق

سَمِعْتُ إِحْمَدَ، "سُئِلَ عَنِ الْقِرَاءَةِ عِنْدَ الْقَبْرِ؟ فَقَالَ: لَا

ابو داود کہتے ہیں احمد سے سوال کیا کہ کیا قبر کے پاس قرات ہے؟ کہا: نہیں

البتہ ایک دوسری خبر کے مطابق اس موقف سے رجوع کیا اس کی خبر ابو بکر الخلال نے دی ہے جنہوں نے اس مسئلہ پر پوری کتاب مرتب کی کہتے ہیں

کتاب القراءۃ عند القبور از ابو بکر احمد بن محمد بن ہارون بن یزید الخَلّال البغدادی الحنبلی (المتوفی: 311ھ) کے مطابق

وَأَخْبَرَنِي الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْوَرَّاقُ، قَالَ: حَدَّثَنِي عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْحَدَّادُ، وَكَانَ صَدُوقًا، وَكَانَ ابْنُ حَمَّادٍ الْمُقْرِئُ يُرْشِدُ إِلَيْهِ، فَأَخْبَرَنِي قَالَ: " كُنْتُ مَعَ أَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ، وَمُحَمَّدِ بْنِ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيِّ فِي جَنَازَةٍ، فَلَمَّا دُفِنَ الْمَيِّتُ جَلَسَ رَجُلٌ ضَرِيرٌ يَقْرَأُ عِنْدَ الْقَبْرِ، فَقَالَ لَهُ أَحْمَدُ: يَا هَذَا، " إِنَّ الْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ بِدْعَةٌ فَلَمَّا خَرَجْنَا مِنَ الْمَقَابِرِ قَالَ مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ لِأَحْمَدَ بْنِ حَنْبَلٍ: يَا أَبَا عَبْدِ اللَّهِ، مَا تَقُولُ فِي مُبَشِّرٍ الْحَلَبِيِّ؟ قَالَ: ثِقَةٌ، قَالَ: كَتَبْتَ عَنْهُ شَيْئًا؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: فَأَخْبَرَنِي مُبَشِّرٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، عَنْ أَبِيهِ، أَنَّهُ أَوْصَى إِذَا دُفِنَ أَنْ يُقْرَأَ عِنْدَ رَأْسِهِ بِفَاتِحَةِ الْبَقَرَةِ وَخَاتِمَتِهَا، وَقَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ عُمَرَ يُوصِي بِذَلِكَ. فَقَالَ لَهُ أَحْمَدُ: فَارْجِعْ، فَقُلْ لِلرَّجُلِ يَقْرَأُ

الْحَسَنُ بْنُ أَحْمَدَ الْوَرَّاقُ نے خبر دی کہا مجھ کو عَلِيُّ بْنُ مُوسَى الْحَدَّادُ نے خبر دی اور وہ صدوق تھے کہ میں احمد بن حنبل اور محمد بْنِ قُدَامَةَ الْجَوْهَرِيِّ ایک جنازہ میں تھے پس جب میت دفن کی تو ایک اندھے شخص نے قبر پر قرات شروع کی پس امام احمد نے کہا یہ کیا بے شک قبر پر قرات بدعت ہے پس جب ہم قبرستان سے نکلنے لگے تو مُحَمَّدُ بْنُ قُدَامَةَ نے احمد سے کہا اے ابو عبد اللہ اپ کی مُبَشِّرٍ الْحَلَبِيِّ کے بارے میں کیا رائے ہے؟ انہوں نے کہا ثقہ ہے میں نے پوچھا اپ نے اس سے

لکھا کہا ہاں میں نے کہا کہ مجھے مُبَشِّرٌ، عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ الْعَلَاءِ بْنِ اللَّجْلَاجِ، نے اپنے باپ سے خبر دی کہ انہوں نے وصیت کی کہ جب دفن کرو تو سورہ البقرہ کا شروع اور آخر پڑھو اور کہا میں نے ابن عمر سے سنا انہوں نے بھی اسی طرح کی وصیت کی - پس احمد نے ان سے کہا آؤ واپس چلیں اور اس شخص سے کہیں کہ پڑھے

ابو بکر الخلال حنابلہ کے مشہور امام ہیں

فقہ حنفی میں قرات حرام ہے جبکہ بریلوی فرقہ قبروں پر قرآن بھی پڑھتا ہے - حالانکہ کتاب مجمع الأنهر في شرح ملتقى الأبحر از عبد الرحمن بن محمد بن سليمان المدعو بشيخي زاده, يعرف بداماد إفندی (المتوفى: 1078ھ-) میں ہے

وَكَرِهَ الْإِمَامُ الْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ لِأَنَّ أَهْلَ الْقَبْرِ جِيفَةٌ

اور امام نے کراہت کی ہے کہ قبر پر قرات کی جائے کیونکہ اہل قبر تو گل سڑ جاتے ہیں

بریلویوں کی طرح امام ابن تیمیہ بھی قرات عند القبر کے قائل تھے

ابن حجر کتاب الإمتاع بالأربعين المتباينة السماع / ويليه إسئلة من خط الشيخ العسقلاني میں لکھتے ہیں

إن الْميِّت يعرف من يزوره وَيسمع من يقْرَأ عِنْده إِذْ لَا مَانع من ذَلِك

بے شک میت زیارت کرنے والے کو جانتی ہے اور قرات سنتی ہے اس میں کوئی بات مانع نہیں ہے

چونکہ یہ علماء میت کے سماع کے قائل ہیں لہٰذا ان کے نزدیک میت قرات سنتی ہے اور اس سننے کا ثواب پاتی ہے- راقم کہتا ہے قرات قبروں پر کرنا بدعت ہے

# قبروں پر پھول ڈالنا

متولی کعبہ شیخ عبدالقادر شعابی پھولوں کو قبر پر چڑھا رہے ہیں- بقول سراج اورنگ آبادی

شۂ بے خودی نے عطا کیا، مجھے اب لباسِ برہنگی
نہ خرد کی بخیہ گری رہی، نہ جنوں کی پردہ دری رہی

بریلوی فرقہ قبروں پر قرآن بھی پڑھتا ہے - حالانکہ کتاب مجمع الأنہر فی شرح ملتقی الأبحر از عبد الرحمٰن بن محمد بن سلیمان المدعو بشیخی زادہ, یعرف بداماد افندی (المتوفی: 1078ھ-) میں ہے

وَكَرِهَ الْإِمَامُ الْقِرَاءَةَ عِنْدَ الْقَبْرِ لِأَنَّ أَهْلَ الْقَبْرِ جِيفَةٌ

اور امام نے کراہت کی ہے کہ قبر پر قرات کی جائے کیونکہ اہل قبر تو گل سڑ جاتے ہیں

فقہ حنفی میں معروف ہے کہ کراہت کا لفظ تحریم کے لئے ہوتا ہے

والمراد بالكراهة كراهة التحريم التي هي في مقابلة ترك الواجب

کراہت سے مراد کراہت تحریمی ہے، واجب کے ترک کے مقابلہ پر

فقہ حنفی میں قبروں پر بیٹھنا منع ہے کہ اس سے اھانت کا پہلو نکلتا ہے - لیکن بریلوی فرقہ آیات اللہ پر مبنی چادر قبر پر بچھا دیتے ہیں- کیا یہ آیات اللہ کی اہانت نہیں ہے ؟

پھر ایک قبر کے پاس بیچی جانے والی چادر کسی دوسرے مزار پر نہیں چڑھائی جاسکتی یہ مزار وقف کمیٹی کا فیصلہ ہے - گویا دین کے دھندھے میں اصول کوئی بھی نہیں - وہی چار قل والی چادر جو پانچ کلومیٹر دور مزار سے خریدی تھی اب پرانی اور ایک بزرگ کی اترن بن گئی اور کسی اور مزار پر اس کو چڑھانا دوسرے بزرگ کی اہانت بن جاتا ہے

مسلمان ہندوؤں کا مذاق اڑاتے ہیں کہ شیوالنگم پر دودھ ڈالتے ہیں کسی غریب کو ہی دے دیں۔ لیکن مزار کے باہر بے لباس غریبوں کو چادر دینے کے بجائے قبر کی چادر پر آیات لکھ کر ان کو نا قابل استعمال بنا دیا جاتا ہے اور غلاف کعبہ کی طرح قابل توقیر سمجھا جاتا ہے

# اذکار سے متعلق بدعات

## نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

:عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ، صلى الله عليه وسلم

.مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ فِي دُبُرِ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوبَةٍ، لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلاَّ أَنْ يَمُوتَ

”أخرجه النسائي في “عمل اليوم والليلة

وقال الهيثمي (10/ 102): رواه الطبراني في الكبير والأوسط بأسانيد، وأحدها جيد.

ا هـ. وممن صحح هذا الحديث: المزى، والذهبي، والضياء، وابن عبد الهادي، وابن حجر وغيرهم

:- وعن أَبي أُمامة – رضي الله عنه – قال: قال رسول الله – صلى الله عليه وسلم

. ”مَنْ قَرَأَ آيةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلَّا أَنْ يَمُوتَ“

رواه النسائي (4)، والطبراني بأسانيدَ أَحَدُها صحيحٌ (5)، وقال شيخنا أبو الحسن: هو على شرط البخاري، وابن حبان، في كتاب الصلاة، وصححه.

:- وعن الحسن بن عليٍّ – رضي الله عنهما – قال: قال النبي – صلى الله عليه وسلم

مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ في دُبُرِ الصَّلَاةِ المَكْتُوبَةِ كَانَ فِي ذِمَّةِ اللِه إِلَى الصَّلَاةِ "

الْأُخْرَى " .

رواه الطبراني بإسنادٍ حسنٍ

إس روایت کو البانی صحیح کہتے ہیں ابن حبان صحیح کہتے ہیں ہیثمی کہتے ہیں سند جید ہے

البانی کے بقول عمل یوم و لیلہ از نسائی میں سند صحیح ہے

أخبرنَا الْحُسَيْن بن بشر بطرسوس كتبنَا عَنهُ (قَالَ) آح حَدثنَا مُحَمَّد بن (حمير) قَالَ حَدثنَا مُحَمَّد بن زِيَاد عَن أبي أُمَامَة قَالَ قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم

من قَرَأَ آيَة الْكُرْسِيّ فِي دبر كل صَلَاة مَكْتُوبَة لم يمنعهُ من دُخُول الْجنَّة إِلَّا أَن يَمُوت

الحافظ ابن حجر فی تخریج إحادیث المشکاۃ: غفل ابن الجوزی فأورد ہذا الحدیث فی الموضوعات

ابن حجر کہتے ہیں اس کو موضوع کہنا ابن جوزی کی غفلت ہے

= = = = = روایت کا انکار کرنے والے = = = = = = = = = = = = =

**شعیب الأرنؤوط مسند احمد میں ابو امامہ کی اوپر والی روایت پر کہتے ہیں ضعیف ہے اس میں کذاب ہے**

وأخرج الطبراني (7532) من طرق عن محمد بن حِمْيَر، عن محمد بن زياد الألهاني، عن أبي أمامة قال: قال رسول الله صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "من قرأ آية الكرسي دبر كل صلاة مكتوبة لم يمنعه من دخول الجنة إلا الموت". زاد في إحدى طرقه: و (قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ) . قلنا: وإسناد هذه الزيادة تالف، فيه محمد بن إبراهيم بن العلاء كذبه الدارقطني، وقال ابن عدي: منكر الحديث، عامة أحاديثه غير محفوظة.

**شعب ایمان میں علی سے مروی ہے محقق مختار احمد الندوی کہتے ہیں ضعیف ہے**

أَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ اللَّهِ الْحَافِظُ، حَدَّثَنِي الْقَاسِمُ بْنُ غَانِمِ بْنِ حَمُّويَهِ بْنِ الْحُسَيْنِ بْنِ [ص:57] مُعَاذٍ، حدثنا أَبُو الْعَبَّاسِ مُحَمَّدُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ الصَّبَّاحِ، حدثنا أَبِي، حدثنا مُحَمَّدُ بْنُ عَمْرٍو الْقُرَشِيُّ، عَنْ نَهْشَلِ بْنِ سَعِيدٍ الضَّبِّيِّ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ الْهَمْدَانِيِّ، عَنْ حَبَّةَ الْعُرَنِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ عَلِيَّ بْنَ أَبِي طَالِبٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، يَقُولُ: سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَلَى أَعْوَادِ الْمِنْبَرِ يَقُولُ: " مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلَاةٍ لَمْ يَمْنَعْهُ مِنْ دُخُولِهِ الْجَنَّةَ إِلَّا الْمَوْتُ، وَمَنْ قَرَأَهَا حِينَ يَأْخُذُ مَضْجَعَهُ أَمَّنَهُ اللَّهُ عَلَى دَارِهِ وَدَارِ جَارِهِ وَالدُّوَيْرَاتِ حَوْلَهُ " إِسْنَادُهُ ضَعِيفٌ

**کتاب اسنی المطالب فی احادیث مختلفۃ المراتب از محمد بن محمد درویش کے مطابق**

أوردهُ ابْن الْجَوْزِيّ فِي الْمَوْضُوع، وَأنكر ابْن حجر عَلَيْهِ ذَلِك وَقَالَ ابْن الْقيم: لَهُ عدَّة طرق كلهَا ضَعِيفَة.

ابن جوزی اس کو موضوع روایت کہتے ہیں ابن حجر اس قول کا انکار کرتے ہیں اور ابن قیم کہتے ہیں کہ تمام طرق ضعیف ہیں

جس طرق کو صحیح کہا گیا ہے اس میں مُحَمَّدُ بنُ حِمْيَرِ بنِ أُنَيْسٍ القُضَاعِيُّ ہے جو صحیح کا راوی ہے الذھبی اس کا ذکر سیر الاعلام النبلاء میں کرتے ہیں اس پر جرح و تعدیل کرنے کے بعد اسی ابو امامہ کی روایت کا حوالہ دیتے ہیں اور کہتے ہیں یہ حجت نہیں ہے

قُلْتُ: مَا هُوَ بِذَاكَ الحُجَّةِ، حَدِيْثُهُ يُعَدُّ فِي الحِسَانِ، وَقَدِ انْفَرَدَ بِأَحَادِيْثَ، مِنْهَا مَا رَوَاهُ ابْنُ حِبَّانَ فِي (صَحِيْحِهِ) لَهُ، عَنْ مُحَمَّدِ بنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ:

عَنِ النَّبِيِّ -صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ- قَالَ: (مَنْ قَرَأَ آيَةَ الكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلاَةٍ مَكْتُوْبَةٍ، لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ أَنْ يَدْخُلَ الجَنَّةَ إِلاَّ أَنْ يَمُوْتَ

اور تاریخ اسلام میں کہتے ہیں

قُلْتُ: انْفَرَدَ بِحَدِيثِهِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ زِيَادٍ، عَنْ أَبِي أُمَامَةَ، عَنِ النَّبِيِّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -: " مَنْ قَرَأَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ دُبُرَ كُلِّ صَلاةٍ مَكْتُوبَةٍ لَمْ يَكُنْ بَيْنَهُ وَبَيْنَ دُخُولِ الْجَنَّةِ إِلا أَنْ يَمُوتَ ".

اس میں اس کا تفرد ہے

الغرض روایت صحیح تو نہیں حسن کہی جا سکتی ہے اور یہ اس راوی کی غریب روایت ہے جس میں اس کا تفرد ہے

ایک قلیل عمل پر کثیر نیکی والی روایات کو بہت سے لوگوں کو بیان کرنا چاہیے لہٰذا اس کا متن صرف ایک راوی کیوں بیان کر رہا ہے؟

# شب جمعہ درود پڑھنا

فضائل الأوقات از البیہقی میں اس کی سند ہے :

أَخْبَرَنَا أَبُو الْحَسَنِ عَلِيُّ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيٍّ الْإِسْفِرَايِينِيُّ، حَدَّثَنِي وَالِدِي أَبُو عَلِيٍّ الْحَافِظُ، حَدَّثَنَا أَبُو رَافِعٍ أُسَامَةُ بْنُ عَلِيِّ بْنِ سَعِيدٍ الرَّازِيُّ بِمِصْرَ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ إِسْمَاعِيلَ الصَّائِغُ، حَدَّثَتْنَا [ص:499] حَكَّامَةُ بِنْتُ عُثْمَانَ بْنِ دِينَارٍ، أَخِي مَالِكِ بْنِ دِينَارٍ، عَنْ أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ، خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَيَّ صَلَاةً فِي الدُّنْيَا، مَنْ صَلَّى عَلَيَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ، سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا، ثُمَّ يُوَكِّلُ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِي كَمَا تَدْخُلُ عَلَيْكُمُ الْهَدَايَا يُخْبِرُنِي مَنْ صَلَّى عَلَيَّ بِاسْمِهِ وَنَسَبِهِ إِلَى عِتْرَتِهِ، فَأُثْبِتُهُ عِنْدِي فِي صَحِيفَةٍ بَيْضَاءَ»

عقیلی کتاب ضعفا میں کہتے ہیں

.أحاديث حكامة تشبه أحاديث القصاص وليس لها أصل

حکامہ کی احادیث قصہ گو جیسی ہیں ان کا اصل نہیں ہے

ابن حجر لسان المیزان میں کہتے ہیں

حكامة لا شيء یہ کوئی چیز نہیں ہے

اسی کتاب میں اور السنن الکبری البیہقی میں ایک دوسری سند ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو سَهْلٍ أَحْمَدُ بْنُ مُحَمَّدِ بْنِ إِبْرَاهِيمَ الْمِهْرَانِيُّ [ص:500]، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ جَعْفَرٍ السَّخْتِيَانِيُّ، حَدَّثَنَا أَبُو خَلِيفَةَ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ سَلَامٍ، أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ طَهْمَانَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «أَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ فَمَنْ صَلَّى عَلَيَّ صَلَاةً صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ عَشْرًا»

اس میں أَبِي إِسْحَاقَ مدلس ہے روایت ضعیف ہے

مسند الشافعی میں ہے

أَخْبَرَنَا الشَّافِعِيُّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: أَخْبَرَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ مُحَمَّدٍ، قَالَ: حَدَّثَنِي صَفْوَانُ بْنُ سُلَيْمٍ: أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: «إِذَا كَانَ يَوْمُ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةُ الْجُمُعَةِ، فَأَكْثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَيَّ» .

اس میں صفوان ایک تابعی ہیں اور صحابی کا نام نہیں لیا گیا

روایت ضعیف ہے

مسند ابی یعلی میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَبْدِ الصَّمَدِ، حَدَّثَنَا أَبِي عَبْدُ الصَّمَدِ بْنُ عَلِيٍّ، عَنْ عَوَّامٍ الْبَصْرِيِّ، عَنْ عَبْدِ الْوَاحِدِ بْنِ زَيْدٍ، عَنْ ثَابِتٍ، عَنْ أَنَسٍ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «إِنَّ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةَ الْجُمُعَةِ أَرْبَعَةٌ وَعِشْرُونَ سَاعَةً، لَيْسَ فِيهَا سَاعَةٌ إِلَّا وَلِلَّهِ فِيهَا سِتُّمِائَةِ عَتِيقٍ مِنَ النَّارِ» قَالَ: ثُمَّ خَرَجْنَا مِنْ عِنْدِهِ فَدَخَلْنَا عَلَى الْحَسَنِ فَذَكَرْنَا لَهُ حَدِيثَ ثَابِتٍ، فَقَالَ: «سَمِعْتُهُ، وَزَادَ فِيهِ: «كُلُّهُمْ قَدِ اسْتَوْجَبَ النَّارَ

اس کے محقق : حسین سلیم اِسد کہتے ہیں

إسناده تالف سند گھڑی ہوئی ہے

## بسم اللہ کی بجائے ۷۸۶ لکھنا

بسم اللہ الرحمان الرحیم کو ۷۸۶ سے بدلنا صحیح نہیں ایک طرح کا جادو ہے

علم اعداد یا ابجد کی مدد سے ان حروف کو نمبروں میں تبدیل کیا جاتا ہے جو بابل کا جادو تھا اور عبرانی میں اس کی اصل ہے

اس ویب سائٹ پر جدول کی مدد سے اپ دیکھ سکتے ہیں کہ یہ کیسے کیا جاتا ہے

https://www.islamic-belief.net/innovations-in-islam/mysticism-in-muslims-belief/

ب س م

۲+ ٦۰+۴۰ = ۱۰۲

ا ل ل ہ

۱+۳۰+۳۰+۵ = ٦٦

ا ل ر ح م ا ن

۱+۳۰+۲۰۰+۸+۴۰+۱+۵۰= ۳۳۰

ال رح ی م

۱+۳۰+۲۰۰+۸+۱۰+۴۰=۲۸۹

اس کا ٹوٹل ۷۸۷ بنتا ہے یعنی اس میں ایک عدد کم کیا گیا ہے جبکہ علم اعداد سے ایک عدد زائد اتا ہے عرف عام میں ۷۸۶ کو بسم اللہ کے مقابل لکھ دیا جاتا ہے جو لا علم ہیں وہ سمجھتے ہیں اس کا مقصد بے ادبی سے بچانا ہے لیکن اصل مقصد یہ نہیں

۷۸۷ کو ۷۸۶ میں بدلنے میں لطیف نکتہ پوشیدہ ہے اور وہ ہے مہر سلیمانی سے اسکو ملانا ۷۸۷

مہر سلیمان یعنی داود کا تارا

# قرآن سے متعلق بدعات

## قرآن کو زعفران سے لکھنا اور پینا

قرن ثالث تک بعض محدثین اس بدعت کا شکار ہو چکے تھے - وہ قرآن کٹوروں، پیالوں کے اندر زعفران سے لکھتے اور اس میں پانی پیتے تھے - اس کو آجکل

Bowl Spells

کہا جاتا ہے اور عراق و شام میں یہ عمل اہل کتاب میں معروف تھا

مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے

حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ مُسْهِرٍ، عَنِ ابْنِ أَبِي لَيْلَى، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا، فَيَكْتُبُ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَالْكَلِمَاتِ فِي صَحْفَةٍ ثُمَّ تُغْسَلُ فَتُسْقَى مِنْهَا «بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ» {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35]

سعید بن جبیر نے ابن عباس سے روایت کیا کہ جب عورت کو بچہ جننے میں مشکل ہو تو اس کے لئے یہ دو آیات اور کلمات ایک صفحہ پر لکھو پھر ان کو دھو کر اس کا دھون عورت کو پلا دو

بِسْمِ اللَّهِ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ السَّمَوَاتِ السَّبْعِ وَرَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوْا اِلَّا عَشِيَّةً اَوْ ضُحٰهَا

جس دن اسے دیکھ لیں گے (تو یہی سمجھیں گے کہ دنیا میں) گویا ہم ایک شام یا اس کی صبح تک ٹھہرے تھے۔

كَاَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوْعَدُوْنَ لَمْ يَلْبَثُوْٓا اِلَّا سَاعَةً مِّنْ نَّهَارٍ ۭ بَلٰغٌ ۚ فَهَلْ يُهْلَكُ اِلَّا الْقَوْمُ الْفٰسِقُوْنَ

ایک دن میں سے ایک گھڑی بھر رہے تھے، آپ کا کام پہنچا دینا تھا، سو کیا نافرمان لوگوں کے سوا اور کوئی ہلاک ہو گا۔

اسکی سند میں محمد بن عبد الرحمٰن بن اِبی لیلیٰ ہے جو خراب حافظہ کا مالک تھا

تفسیر الدر المنثور از السیوطی میں ہے

أخرج ابْن السّني والديلمي عَن ابْن عَبَّاس – رَضِي الله عَنْهُمَا – قَالَ: قَالَ رَسُول الله صلى الله عَلَيْهِ وَسلم: إِذا عسر على الْمَرْأَة وِلَادَتهَا أَخذ اناءٌ نظيفٌ وكُتِبَ عَلَيْهِ (كَأَنَّهُمْ يَوْم يرَوْنَ مَا يوعدون ) (الْأَحْقَاف الْآيَة 35) إِلَى آخر الْآيَة (وَكَأَنَّهُم يَوْم يرونها ) (النازعات الْآيَة 46) إِلَى آخر الْآيَة {لقد كَانَ فِي قصصهم عِبْرَة لأولي الْأَلْبَاب} إِلَى آخر الْآيَة ثمَّ تغسل وتسقى الْمَرْأَة مِنْهُ وينضح على بَطنهَا وفرجها

## تفسیر قرطبیؒ میں ہے

وَقَالَ ابْنُ عَبَّاسٍ: إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وَلَدُهَا تَكْتُبُ هَاتَيْنِ الْآيَتَيْنِ وَالْكَلِمَتَيْنِ فِي صَحِيفَةٍ ثُمَّ تُغَسَّلُ وَتُسْقَى مِنْهَا، وَهِيَ: بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ الْعَظِيمُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ رَبُّ السَّمَاوَاتِ وَرَبُّ الْأَرْضِ وَرَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ"كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً «4» أَوْ ضُحاها" [النازعات: 46]."كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ" «صَدَقَ اللَّهُ الْعَظِيمُ. وَعَنْ قتادة: لا يهلك الله

## الدعوات الكبیر از طبرانی میں ہے

أَخْبَرَنَا أَبُو طَاهِرٍ الْفَقِيهُ، أَخْبَرَنَا أَبُو بَكْرٍ الْقَطَّانُ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ يَزِيدَ السُّلَمِيُّ، حَدَّثَنَا حَفْصُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى، حَدَّثَنَا الْحَكَمُ بْنُ عُتَيْبَةَ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، فِي الْمَرْأَةِ يَعْسُرُ عَلَيْهَا وَلَدُهَا قَالَ: يُكْتَبُ فِي قِرْطَاسٍ ثُمَّ تُسْقَى: بِسْمِ اللَّهِ الَّذِي لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ الْحَكِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللَّهِ تَعَالَى رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ، بَلَاغٌ، فَهَلْ يُهْلَكُ إِلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} [الأحقاف: 35] ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إِلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} [النازعات: 46] ". هَذَا مَوْقُوفٌ عَلَى ابْنِ عَبَّاسٍ

## المجالسۃ وجواہر العلم از ابو بکر احمد بن مروان الدینوری المالکی (المتوفی: 333ھ) میں ہے

حَدَّثَنَا أَحْمَدُ، نَا عَبْدُ اللهِ بْنُ مُسْلِمٍ؛ قَالَ: حَدَّثُونِي عَنْ يَعْلَى، عَنْ سُفْيَانَ الثَّوْرِيِّ، عَنْ مُحَمَّدٍ، عَنِ الْحَكَمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ؛ قَالَ: [ص:171] إِذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادُهَا؛ فَلْيُكْتَبْ لَهَا: بِسْمِ اللهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ، لَا إِلَهَ إِلَّا اللهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ، سُبْحَانَ اللهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ، الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إلا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إلا القوم الفاسقون} [الأحقاف: 35]

اہل حدیث کے شیخ الاسلام ابن تیمیہ نے اپنے فتوی میں سنداً اس روایت کو لکھا ہے اور محدث کا تجربہ بھی نقل کیا ہے

مجموع الفتاوی ج ۱۹ ص ۶۵ پر

قال علي: يكتب في كاغدة فيعلق على عضد المرأة قال علي: وقد جربناه فلم نر شيئا أعجب منه فإذا وضعت تحله سريعا ثم تجعله في خرقة أو تحرقه.

علی بن الحسن بن شقیق المتوفی ۲۱۵ ھ نے کہا اس کو کاغذ پر لکھے پھر اس کو عورت کی ران پر لٹکا دے اور ہم نے اس کا تجربہ کیا اور ہم نے اس سے زیادہ حیرانگی والی چیز نہ دیکھی جیسے ہی عورت جن دے اس تعویذ کو خرقے میں جلدی رکھو یا پھر اس کو جلا دو

مکمل متن ہے

كَمَا نَصَّ عَلَى ذَلِكَ أَحْمَد وَغَيْرُهُ قَالَ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَد: قَرَأْت عَلَى أَبِي ثَنَا يَعْلَى بْنُ عُبَيْدٍ؛ ثَنَا سُفْيَانُ؛ عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ أَبِي لَيْلَى عَنْ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادَتُهَا فَلْيَكْتُبْ: بِسْمِ اللَّهِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ سُبْحَانَ اللَّهِ رَبِّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} . قَالَ أَبِي: ثَنَا أَسْوَدُ بْنُ عَامِرٍ بِإِسْنَادِهِ بِمَعْنَاهُ وَقَالَ: يُكْتَبُ فِي إنَاءٍ نَظِيفٍ فَيُسْقَى قَالَ أَبِي: وَزَادَ فِيهِ وَكِيعٌ فَتُسْقَى وَيُنْضَحُ مَا دُونَ سُرَّتِهَا قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: رَأَيْت أَبِي يَكْتُبُ لِلْمَرْأَةِ فِي جَامٍ أَوْ شَيْءٍ نَظِيفٍ. وَقَالَ أَبُو عَمْرٍو مُحَمَّدُ بْنُ أَحْمَد بْنِ حَمْدَانَ الحيري: أَنَا الْحَسَنُ بْنُ سُفْيَانَ النسوي؛ حَدَّثَنِي عَبْدُ اللَّهِ بْنُ أَحْمَد بْنِ شبوية؛ ثنَا عَلِيُّ بْنُ الْحَسَنِ بْنِ شَقِيقٍ؛ ثَنَا عَبْدُ اللَّهِ بْنُ

الْمُبَارَكِ؛ عَنْ سُفْيَانَ؛ عَنْ ابْنِ أَبِي لَيْلَى؛ عَنْ الْحَكَمِ؛ عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ؛ عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ: إذَا عَسِرَ عَلَى الْمَرْأَةِ وِلَادُهَا فَلْيَكْتُبْ: بِسْمِ اللَّهِ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ لَا إلَهَ إلَّا اللَّهُ الْحَلِيمُ الْكَرِيمُ؛ سُبْحَانَ اللَّهِ وَتَعَالَى رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيمِ؛ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَهَا لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا عَشِيَّةً أَوْ ضُحَاهَا} {كَأَنَّهُمْ يَوْمَ يَرَوْنَ مَا يُوعَدُونَ لَمْ يَلْبَثُوا إلَّا سَاعَةً مِنْ نَهَارٍ بَلَاغٌ فَهَلْ يُهْلَكُ إلَّا الْقَوْمُ الْفَاسِقُونَ} . قَالَ عَلِيٌّ: يُكْتَبُ فِي كاغدة فَيُعَلَّقُ عَلَى عَضُدِ الْمَرْأَةِ قَالَ عَلِيٌّ: وَقَدْ جَرَّبْنَاهُ فَلَمْ نَرَ شَيْئًا أَعْجَبَ مِنْهُ فَإِذَا وَضَعَتْ تُحِلُّهُ سَرِيعًا ثُمَّ تَجْعَلُهُ فِي خِرْقَةٍ أَوْ تُحْرِقُهُ.

الغرض ان حوالہ جات سے معلوم ہوا کہ سلف میں اس عمل کو کیا گیا ہے اور یہ عمل ابن عباس سے منسوب کیا گیا ہے لیکن یہ ابن عباس سے ثابت نہیں ہے کیونکہ اس کی سندوں میں محمد بن عبد الرحمٰن بن إبي ليلىٰ کا تفرد ہے جو ضعیف ہے

محمد بن عبد الرحمٰن بن إبي ليلىٰ الفقيہ: صدوق، سیء الحفظ، قال ابن معین: ضعیف، و قال مرۃ: لیس بذاک، و قال النسائی: لیس بالقوی

وہابی عالم إبو عبیدۃ مشہور بن حسن آل سلمان نے المجالسۃ وجواہر العلم از إبو بکر إحمد بن مروان الدینوری المالکی (المتوفی: 333ھ-) میں اس سند کو کتاب میں ضعیف قرار دیا ہے

سند میں مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ أَبِي لَيْلَى ہے

-محمد بن إبي ليلىٰ سيئَ الحفظ جدا بہت خراب حافظہ کے مالک تھے

اور اس حالت میں اس نے اس روایت کو ابن عباس سے منسوب کر دیا ہے

اَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ نے کہا: لَا يُحْتَجُّ بِهِ، سَيِّئُ الحفظ. دلیل مت لینا خراب حافظہ کا ہے

وَرَوَى مُعَاوِيَةُ بْنُ صَالِحٍ عَنِ ابْنِ مَعِينٍ: ضَعِيفٌ. ابن معین نے کہا ضعیف ہے

وَقَالَ النَّسَائِيُّ، وَغَيْرُهُ: لَيْسَ بِالْقَوِيِّ. نسائی نے کہا قوی نہیں ہے

وَقَالَ الدَّارَقُطْنِيُّ: ردیء الحفظ، کثیر الوہم. دار قطنی نے کہا ردی حافظہ اور کثرت سے وہم کا شکار تھا-

امام احمد نے اس سند کو نا قابل دلیل قرار دیا ہے لیکن ان کے بیٹے نے خبر دی کہ اسی روایت کی بنیاد پر امام احمد تعویذ کرتے تھے کتاب المسائل امام احمد بن حنبل میں امام احمد نے با قاعدہ تعویذ بتایا کہ

كِتَابَة التعويذة للقرع والحمى وللمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْوِلَادَة

حَدثنَا قَالَ رَأَيْت ابي يكْتب التعاويذ للَّذي يقرع وللحمى لاهله وقراباته وَيكْتب للمراة اذا عسر عَلَيْهَا الْوِلَادَة فِي جَام اَوْ شَيْء لطيف وَيكْتب حَدِيث ابْن عَبَّاس

کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ کو تعویذ لکھتے دیکھا گنج پن، بیماری یا درد زہ کے لئے- خاندان والو اور رشتہ داروں کے لئے اور ان عورتوں کے لئے جن کو جننے میں دشواری ہو ان کے لئے وہ ایک برتن یا باریک کپڑے پر ابن عبّاس کی روایت لکھتے تھے-

محمد عمرو بن عبد اللطیف مصری عالم نے تکمیل النفع بمالم یثبت بہ وقف ولا رفع میں لکھا ہے

مع ضعف هذا الأثر، فقد عمل به الإمام أحمد رحمه الله .... قال الخلال : أنبأنا أبو بكر المروذي (3) أن أبا عبد الله جاءه رجل فقال : يا أبا عبد الله تكتب لامرأة قد عسر عليها ولدها منذ يومين ،

فقال : قل له يجئ بجام واسع وزعفران . ورأيته يكتب لغير واحد ... )) . قلت : وفي هذا دليل على أن الإمام أحمد رحمه الله كان يأخذ بالأحاديث والآثار الضعيفة إذا لم يجد في الباب غيرها ، ولم يكن هناك ما يدفعها ، والله أعلم

اور اس اثر کے ضعیف ہونے کے باوجود امام احمد کا اس پر عمل ہے.... خلال نے ذکر کیا کہ ہمیں ابو بکر المروزی نے خبر دی کہ ایک شخص امام احمد کے پاس آیا اور کہا اے ابو عبد اللہ میرے بیوی کے لئے تعویذ لکھیں اس کو جننے میں مشکل ہے دو روز سے پس امام احمد نے کہا ایک بڑا برتن لاو اور زعفران اور میں نے دیکھا کہ ایک سے زائد کے لئے یہ لکھتے تھے

میں ( محمد عمرو بن عبد اللطیف ) کہتا ہوں یہ دلیل ہے کہ احمد ان احادیث و اثار کو لیتے تھے جو ضعیف ہوتے تھے جب ان کو اس باب میں کوئی اور نہ ملتا واللہ اعلم

راقم کا سوال ہے کہ باریک کپڑے پر لکھنے کا مقصد کیا ہے؟ اصلا توہم پرست ان آیات لکھے کپڑوں کو کھاتے تھے یا زعفران سے آیات کٹورے کے کناروں پر لکھتے پھر اس میں پانی ڈال کر دھون پیتے-

امام ابن تیمیہ کتاب إيضاح الدلالة فی عموم الرسالة میں لکھتے ہیں

قال عبد الله بن أحمد بن حنبل – قال أبي : حدثنا أسود بن عامر بإسناده بمعناه وقال يكتب في إناء نظيف فيسقى ... قال عبد الله رأيت أبي يكتب للمرأة في جام أو شئ نظيف

عبد اللّٰہ بن احمد کہتے ہیں میرے باپ نے کہا ہم سے اسود نے روایت کیا ..... اور کہا اور وہ صاف برتن پر لکھتے اور پھر پیتے عبد اللّٰہ کہتے ہیں میرے باپ باریک چیز یا صاف چیز پر لکھتے۔

ابن تیمیہ اس کی تائید میں کہتے ہیں

یجوز اِن یکتب للمصاب و غیرہ شیٔ من کتاب اللہ وذکرہ بالمداد المباح ۔ویسقی

اور یہ جائز ہے کہ مصیبت زدہ کے لئے کتاب اللہ اور ذکر کو مباح روشنائی سے لکھے اور پی لے

اس کو ابن قیم نے بھی کتاب زاد المعاد میں جائز کہا ہے۔

# آیات کو جسم پر لکھنا

زاد المعاد میں ابن قیم نے اپنے شیخ ابن تیمیہ کا ذکر کیا

كِتَابٌ للرّعاف: كَانَ شَيْخُ الْإِسْلَامِ ابْنُ تَيْمِيَّةَ رَحِمَهُ اللَّهُ يكتب على جبهته

. «وَقِيلَ يا أَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ، وَيا سَماءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْماءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ» 2

وَسَمِعْتُهُ يَقُولُ: كَتَبْتُهَا لِغَيْرِ وَاحِدٍ فَبَرَأَ،

نکسیر پھوٹنے پر لکھنا- شیخ اسلام ابن تیمیہ ...پیشانی پر لکھا کرتے

وَقِيلَ يا أَرْضُ ابْلَعِي ماءَكِ، وَيا سَماءُ أَقْلِعِي وَغِيضَ الْماءُ وَقُضِيَ الْأَمْرُ

اور میں نے ان کو کہتے سنا کہ ایک سے زائد کے لئے لکھا وہ اس سے صحت یاب ہوئے

آیات کو جسم پر ٹیٹو کی طرح لکھنا کس سنت سے معلوم ہے ؟ ابن تیمیہ نے آیات سے تجربات کر کے یہ جانا کہ کون سی آیات کس مرض میں افاقہ دے سکتی ہیں ان کو جسم پر مقام مرض کے پاس لکھا جائے –اس طرح قرآن عظیم پر ان کے تجربات جاری تھے کہ موصوف کا انتقال اس حال میں ہوا کہ گلے میں مرکری میں آلودہ تار پڑا تھا

# مساجد سے متعلق بدعات

## چٹائی پر نماز پڑھنا

بعض لوگوں نے کہا قالین پر نماز بدعت ہے - راقم کہتا ہے مسلمانوں کے پاس قالین نہیں تھے پہلا قالین کسری کے مال غنیمت میں آیا جس کا عرض بہت تھا لیکن اس کو فارس میں ہی کاٹ کاٹ کراونٹوں اور گھوڑوں پر لاد کر مدینہ لا یا گیا

مجوسیوں کو اس قالین کا بہت قلق ہے آج تک اس کا تذکرہ کرتے ہیں کہ یہ کتنا شاندار تھا

ان کے بعض ہمدردوں نے یہ بھی کہہ دیا کہ نماز زمین یا مٹی پر پڑھی جائے تو قبول ہو گی ورنہ نہیں

اپ صلی اللہ علیہ وسلم نے چٹائی پر نماز پڑھی ہے- صحیح بخاری کی روایت ہے

عبداللہ بن شداد سے، انہوں نے کہا میں نے اپنی خالہ میمونہ رضی اللہ عنہا سے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ تھیں سنا کہ میں حائضہ ہوتی تو نماز نہیں پڑھتی تھی اور یہ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے (گھر میں) نماز پڑھنے کی جگہ کے قریب لیٹی ہوتی تھی۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز اپنی چٹائی پر پڑھتے۔جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم سجدہ کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے کا کوئی حصہ مجھ سے لگ جاتا تھا۔

امام بخاری باب قائم کرتے ہیں

بَابُ الصَّلَاةِ عَلَى الْخُمْرَةِ باب: کھجور کی چٹائی پر نماز پڑھنا

صحیح بخاری کی حدیث ہے

ہم سے آدم بن ابی ایاس نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے شعبہ نے بیان کیا، کہا کہ ہم سے انس بن سیرین نے بیان کیا، کہا کہ میں نے انس رضی اللہ عنہ سے سنا کہ انصار میں سے ایک مرد نے عذر پیش کیا کہ میں آپ کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہو سکتا اور وہ موٹا آدمی تھا۔ اس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا تیار کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے گھر دعوت دی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے ایک چٹائی بچھا دی اور اس کے ایک کنارہ کو ( صاف کر کے ) دھو دیا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بوریے پر دو رکعتیں پڑھیں۔ آل جارود کے ایک شخص ( عبدالحمید ) نے انس رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چاشت کی نماز پڑھتے تھے تو انہوں نے فرمایا کہ اس دن کے سوا اور کبھی میں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو پڑھتے نہیں دیکھا

ایک اور حدیث ہے

ہم سے محمد بن سلام نے بیان کیا، کہا ہم کو عبدالوہاب ثقفی نے خبر دی، انہیں خالد حذاء نے، انہیں انس بن سیرین نے اور انہیں انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبیلہ انصار کے گھرانہ میں ملاقات کے لیے تشریف لے گئے اور انہیں کے یہاں کھانا

کھایا، جب آپ واپس تشریف لانے لگے تو آپ کے حکم سے ایک چٹائی پر پانی چھڑکا گیا اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر نماز پڑھی اور گھر والوں کے لیے دعا کی۔

لہٰذا قالین پر نماز صحیح ہے

## مینار بنانا بدعت ہے

مینار بنانا بدعت ہے—اسلام میں پہلا مینار عباسی خلیفہ المتوکل علی اللہ ابن الخلیفۃ المعتصم باللہ، کے دور میں سن ۲۳۴ سے ۲۳۷ ہجری میں جامع الملویۃ سامراء میں بنا-اس کو بابل کے مینار کی طرز پر بنایا گیا جس کو

ziggurat

کہا جاتا ہے

ظاہر ہے کسی جاہل نے عبّاسی خلفاء کو یہ مشورہ دیا کہ اس طرح بابل کے مقام پر اسی طرح کا مینار نما مسجد بنا دو جو بقول توریت قدیم بابل پر عذاب کا موجب بنی تھی

کتاب پیدائش باب ۱۰ میں ہے

And the Lord descended to see the city and the tower that the sons of man had built.

And the Lord said, ”Lo! [they are] one people, and they all have one language, and this is what they have commenced to do. Now, will it not be withheld from them, all that they have planned to do?

اس سے قبل جامع اموی دمشق جو اصل میں ایک چرچ تھا اس پر جب قبضہ کر کے اس کو مسجد قرار دیا گیا الولید بن عبد الملک (سن ٨٦ ہجری تا ٩٦ ہجری) کے دور میں تو اس سے منسلک مینار جس میں ناقوس لٹک رہا ہو گا اس کو مسجد کا مینار قرار دیا گیا

شام میں یہ روایت بھی تھی کہ مینار پر نصرانی راہب عبادت کیا کرتے تھے اور دور بنو امیہ میں النوبی نام کا ایک راہب اسی طرح کے کسی مینار پر رہتا تھا

جامع اموی پر قبضہ کیا گیا جو یحییٰ علیہ السلام کے سر کا مدفن کہا جاتا ہے یا ھود علیہ السلام کا مدفن بھی کہا گیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم تھا

اللہ کی لعنت ہو یہود و نصاری پر جنہوں نے اپنے انبیاء کی قبور کو مسجد بنا دیا

مینار یا کیل نما عمارت مشرک قوموں کی نشانی ہے قرآن میں ہے

وفرعون ذو الاوتاد

كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ وَعَادٌ وَفِرْعَوْنُ ذُو الْأَوْتَادِ

اِس کا ترجمہ میخوں والا فرعون کیا جاتا ہے

لیکن یہ ممکن ہے

Obelisk

ہو جس کو آجکل عرب المسلة بولتے ہیں

المسلة کا ترجمہ بیلرخ ہی ہے

http://www.almaany.com/en/dict/ar-en/المسلة/

from Ancient Greek: ὀβελίσκος obeliskos; diminutive of ὀβελός obelos, "spit, nail, pointed pillar

Obelisk

یا

المسلة کو مندروں کے ساتھ ہی بنایا جاتا تھا گویا یہ مینار ہی تھا یعنی دور سے انسان دیکھ سکے کہ مندر کہاں ہے

مصری زبان میں اس کو

tekhenu

کہا جاتا تھا جس کا ترجمہ ہے وہ جو آسمان میں بیڑخ لگا دے

راقم سمجھتا ہے کہ مساجد کی تطہیر کی ضرورت ہے

مسلم میں ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام قیامت سے پہلے دمشق کی مسجد کے مشرقی مینار پر اترے گے بعض اس سے استدلال کرتے ہیں کہ مینار بنانا جائز ہے جبکہ وہ روایت منکر ہے

کعب الاحبار کے اقوال کا مجموعہ ہے جس کو حدیث نبوی بنا دیا گیا ہے

شیعوں کی کتاب موسوعۃ احادیث امیر المؤمنین علی کے مطابق

حدَّثنا محمّد بن إبراهيم بن إسحاق ـ رضي اللّه عنه ـ قال: حدَّثنا عبد العزيز ابن يحيى الجلوديّ بالبصرة قال: حدَّثنا الحسين بن معاذ قال: حدَّثنا قيس بن حفص قال: حدَّثنا يونس بن أرقم، عن أبي سيّار الشيباني، عن الضحّاك بن مزاحم، عن النَّزال ابن سبرة قال: خطبنا أمير المؤمنين عليٌّ بن أبي طالب ـ عليه السلام ـ فحمدَ اللّهَ عزَّ وجلَّ وأثنى عليه وصلّى على مُحمدٍ وآلهِ، ثمَّ قال: سَلُوني أيُّها النَّاس قَبْلَ أن تفقِدُوني ـ ثلاثاً ـ فقامَ إليه صعصَعَةُ بن صُوحانَ فقال: يا أمير المؤمنين متى يخرجُ الدَّجّالُ؟ فقال لهُ علي _ عليه _ السلام

علی رضی اللہ عنہ سے سوال ہوا کہ دجال کب نکلے گا انہوں نے جو نشانیاں بتائیں ان میں تھا وَطُوِّلَتِ المَنارَاتُ اور مینار طویل کیے جائیں گے ۔جبکہ مینار کا اس دور میں اسلامی تعمیرات میں کوئی ذکر نہیں ملتا

# محراب بنانا بدعت ہے

الموسوعۃ الفقہیۃ الکویتیۃ کے مطابق

لَمْ يَكُنْ لِلْمَسْجِدِ النَّبَوِيِّ الشَّرِيفِ مِحْرَابٌ فِي عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَلَا فِي عَهْدِ الْخُلَفَاءِ بَعْدَهُ، وَأَوَّل مَنِ اتَّخَذَ الْمِحْرَابَ عُمَرُ بْنُ عَبْدِ الْعَزِيزِ، أَحْدَثَهُ وَهُوَ عَامِل الْوَلِيدِ بْنِ عَبْدِ الْمَلِكِ عَلَى الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ عِنْدَمَا أَسَّسَ مَسْجِدَ رَسُول اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَمَّا هَدَمَهُ وَزَادَ فِيهِ، وَكَانَ هَدْمُهُ لِلْمَسْجِدِ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ لِلْهِجْرَةِ، وَقِيل سَنَةَ ثَمَانٍ وَثَمَانِينَ وَفَرَغَ مِنْهُ سَنَةَ إِحْدَى وَتِسْعِينَ – وَهُوَ أَشْبَهُ – وَفِيهَا حَجَّ الْوَلِيدُ

مسجد النبی میں محراب دور نبوی میں نہیں تھی نہ دور خلفاء میں تھی اور گورنر مدینہ عمر بن عبد العزیز پہلے شخص ہیں جنہوں نے مسجد النبی میں محراب بنوائی جنہوں نے خلیفہ الولید بن عبد الملک کے دور میں مسجد النبی کو منہدم کیا اور اس میں اضافہ کیا اور یہ انہدام سن ۹۱ ہجری میں ہوا اور کہا جاتا ہے ۸۸ ہجری ہیں ہوا اور اس تعمیر سے سے ۹۱ میں فارغ ہوئے جو اچھا ہے

محراب مسجد الاقصی یا ہیکل سلمانی کی نشانی ہے اس کا ذکر قرآن میں بھی ہے کہ وہاں مریم اور زکریا نماز پڑھتے تھے

راقم کی تحقیق کے مطابق مسجد الاقصی کے صحن میں ایک الاو جلتا رہتا تھا جس میں سوختی قربانی ڈالی جاتی تھی اس کو

Azarah

کہا جاتا تھا

مسجد کے منتظمین کے لئے ایک بڑا ہال نما حجرہ

Bet ha-Moed or Bet Hamoked (Chamber of the Hearth)

اس صحن سے متصل تھا جس کی چھت محراب نما تھی تلمود کے مطابق آدھے گنبد جیسی تھی اس میں لاوی رہتے تھے جو ہارون علیہ السلام کی نسل کے لوگ تھے مسجد الاقصی یا ہیکل کے منتظم تھے اور زکریا علیہ السلام بھی انہی میں سے تھے چونکہ وہ مریم علیہ السلام کے کفیل مقرر ہوئے تھے لہذا اسی بڑے حجرہ میں ایک مشرقی کونہ میں مریم معتکف ہوئیں تاکہ نذر پوری کی جا سکے

نصرانیوں نے جب چرچ قائم کیے تو اسی مسجد الاقصی کی تعمیر سے بہت سی چیزیں لیں جن میں محراب بھی تھی ۔اسلام کے بعد ان چرچوں اور یہود کی مساجد کو جب مسلمانوں نے قبضہ میں لیا ان کو یہ چیز پسند آئی کہ اپنی مسجدوں میں محراب بنا دی جائے

Bet ha-Moed or Bet Hamoked (Chamber of the Hearth) was the domed chamber in temple, was in north of

the ʾAzarah (inner court where burning altar was placed), See Jewish Encyclopedia

بہت سی مساجد میں محراب پر یہ آیت لکھی جاتی ہے

فنادته الملائكة وهو قائم يصلي في المحراب

نصرانی کلیسا میں اس کو

https://en.wikipedia.org/wiki/Apse

کہا جاتا ہے جو لاطینی میں محراب کا ترجمہ ہے

الجامع لعلوم الإمام أحمد – علل الحديث ما جاء فی المحراب فی المسجد کے مطابق

قال الإمام أحمد: ما أعلم فيه حديثًا يثبت

احمد نے کہا محراب کے حوالے سے کوئی ثابت حدیث نہیں ہے

شروع میں اس کو الطاق بھی کہا جاتا تھا

شہید المحراب عمر بن الخطاب کو کہا جاتا ہے جبکہ ان پر حملہ محراب میں نہیں ہوا کیونکہ اس دور میں مسجد النبی میں محراب نہیں تھی

کتاب البدء والتاریخ از المطہر بن طاہر المقدسی (المتوفى: نحو 355ھ-) کے مطابق

واول من نصب المحراب فی المسجد

الحسن بن علی رضی اللہ عنہما پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے مسجد میں محراب بنائی

الاستیعاب فی معرفۃ الأصحاب از قرطبی کے مطابق ابن ملجم نے جب علی پر حملہ کیا

فأما أحدهما فوقعت ضربته فی الطاق

وہ طاق میں تھے یعنی محراب میں

محراب کوفہ میں اغلباً خوارج کے نماز میں حملہ سے بچنے کے لئے بنائی گئی کہ اگر کوئی مقتدیوں میں ہوں تو نماز کے امام یعنی خلیفہ علی یا حسن تک آسانی سے نہ جا سکیں

شام میں محراب نصرانی کنیسہ اور کلیسا میں پہلے سے تھیں لیکن ان کا رخ یروشلم کی طرف تھا اور کعبہ جنوب میں تھا

شام میں نصرانی عبادت گاہوں پر جب قبضہ کیا گیا تو کتاب المعرفۃ والتاریخ از الفسوی کے مطابق

کان الولید قال للنصارى من أهل دمشق: ما شئتم ان أخذتم كنيسة توما عنوة و كنيسة الداخلة صلحا، فانا لنهدم كنيسة توما.

. قال هشام: وتلك أكبر من الداخلة- قال: فرضوا ان أهدم كنيسة الداخلة وادخلها فی المسجد –

. قال: وكان بابها قبلة المسجد. اليوم المحراب الذی يصلّى فيه

الولید بن عبد الملک نے جس کنیسہ پر قبضہ کیا اس کا باب جہاں تھا وہاں محراب بنا دی گئی

الثمر المستطاب فی فقہ السنۃ والکتاب المؤلف : محمد ناصر الدین الألبانی کے مطابق

المناوی نے کہا

خفي على قوم كون المحراب في المسجد بدعة وظنوا أنه كان في زمن النبي صلى الله عليه وسلم ولم يكن في زمنه ولا في زمن أحد من خلفائه بل حدث في المائة الثانية مع ثبوت النهي عن اتخاذه

اور ایک قوم پر مخفی رہا ہے کہ مسجد میں محراب ایک بدعت ہے یہ نہ دور نبوی میں تھی نہ دور خلفاء میں بلکہ اس کا آغاز قرن دوم میں ہوا اس کی نہی کے ثبوت کے ساتھ

تاریخ الکبیر از امام بخاری میں ہے

.هُرَيم بْن سُفيان، البَجَلِيّ، أَبو مُحَمد عَنْ أُم عَمرو، قَالَت: رَأَيتُ البَراءَ بْن عازب يُصلي فی الطاق

البراء بْن عازب رضی اللہ عنہ طاق میں نماز پڑھتے

الجرح والتعدیل از ابن ابی حاتم کے مطابق

الفضل ابو یزید قال رایت سعید بن مسروق یصلی فی الطاق

مسروق طاق میں نماز پڑھتے

کتاب الجامع لعلوم الإمام أحمد –الفقه کے مطابق

الصلاة فی المحراب وطاق القبلة

قال إسحاق بن منصور: قُلتُ: تكره المحراب فی المسجدِ؟

. قال: ما أعلم فيه حديثًا يثبتُ، ورُبَّ مسجدٍ يحتاجُ إليه يُرتفق بِهِ

. قال إسحاق: كما قال

(248) ”مسائل الكوسج“

إسحاق بن منصور نے امام احمد سے پوچھا مسجد میں محراب سے کراہت کرتے ہیں؟ احمد نے کہا اس پر کوئی ثابت حدیث نہیں ہے اور مسجد بڑھانے والوں نے دلیل لی کہ اس سے (جہت قبلہ میں) اتفاق ہوتا ہے

اسحاق نے ایسا ہی کہا

قال إسحاق بن منصور: قال إسحاق: وأما المحاريب فجائزة، للأئمةِ أن يعدلوا يمنة عن الطّاق، فإن لمْ يفعلوا فقاموا في الطّيقان أجزأتهم صلاتُهم.

(249) ”مسائل الكوسج“

اسحاق بن راھویہ نے کہا محرابین جائز ہے اماموں کے لئے کہ طاق میں جائیں اگر ایسا نہ کریں تو نماز کا کچھ اس میں کریں

قال صالح: حدثنی إبی، قال: حَدَّثنَا علی بن مجاہد، عن إبی شہاب قال: رإیت سعید بن جبیر یصلی فی الطاق (1).

(854) ”مسائل صالح“

مجاہد نے ابی شھاب سے روایت کیا کہ انہوں نے سعید بن جبیر کو طاق میں نماز پڑھتے دیکھا

قال إبو داود: سمعت إحمد سُئِلَ عن محراب یریدإن ینحرف عنہ الإمام؟

. قال: ینبغی بإن یحول ویحرف

(321) ”مسائل إبی داود“

ابو داود نے کہا میں نے احمد سے پوچھا محراب کے بارے میں کہ امام اس سے دور ہو جاتا ہے

احمد نے کہا اس کو چاہیے کہ اس سے دور ہو

الغرض محراب یا طاق کو بنانے پر اختلاف ہوا لیکن وقت کے ساتھ اس کو قبول کر لیا گیا

# مساجد پر چاند کے طغرے لگانا

مسلمانوں میں یہ رواج پا گیا ہے کہ یہ سمجھتے ہیں کہ صلیب نصاری کا نشان ہے اور مسلمانوں کا نشان چاند ہے کیونکہ ان کا کلینڈر قمری ہے- راقم کہتا ہے یہود کا کلینڈر بھی قمری ہی ہے- اس کی دلیل مدینہ کے یہود کی خبر ہے کہ انہوں نے محرم کا روزہ رکھا کیونکہ قمری ماہ کی وجہ سے ان کا مہینہ عربوں کے سے مل گیا تھا - مزید تائید انٹرنیٹ پر یہودی کلینڈر سے متعلق تحریر پر کی جاسکتی ہے–

ایک دور میں عراق وترکی اور اس کے اس پاس علاقوں میں آسمانی کنواری

Diana/Artemis

ڈیانا وغیرہ کی پوجا ہوتی تھی- قمر یا ھلال ان دیویوں کی نشانی تھا- ہندوؤں میں ان کے رب شنکر کے سر پر بھی ھلال لگایا جاتا ہے - ایک طرح چاند یا تو دیوی سمجھا جاتا تھا یا مرد - عربی میں چاند مذکر ہے-

بازنیطی نصرانی دھرم قبول کرنے سے قبل ترکی کے علاقے میں متھرا دھرم چلتا تھا جو کواکب پرست تھا- قمر یا چاند ان میں الہ کی سی اہمیت رکھتا تھا اس کو عبادت گاہ پر لگایا جاتا تھا - متھرا کے معبدوں کو جب چرچوں میں بدلا گیا تو قمر کو کہا گیا کہ یہ مریم یا آسمانی کنواری کی نشانی ہے

مساجد پر چاند کے طغرے لگانے کا آغاز ترکی سے ہوا- وہاں قبل اسلام کلیساؤں پر چاند کا طغرہ لگا ہوا تھا کیونکہ نصرانیوں کے نزدیک یہ مریم علیہ السلام کا نشان ہے- مسلمانوں نے جب ان علاقوں کو فتح کیا تو ان کو قمر پسند آیا اور اس طرح اس کو اپنے جھنڈوں اور عبادت گاہوں میں لگانے لگے- وہاں سے یہ ہلالی پرچم ان ممالک میں پھیل گئے جن پر تصوف کا اثر تھا-

قال تعالی نے قران میں نئے چاند کا ذکر کیا ہے

يَسْأَلُونَكَ عَنِ الأَهِلَّةِ قُلْ هِيَ مَوَاقِيتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ

{البقرة:189}

لیکن اللہ تعالی سورج، ستاروں کا بھی ذکر کیا ہے- ان میں سے کسی کو بھی رمز اسلامی نہیں کہا جا سکتا

ھلال نیا چاند ہوتا ہے جس کو

Waxing moon

کہتے ہیں

The moment a thin sliver of the Moon becomes visible after New Moon is the beginning of the first intermediate phase, the Waxing Crescent Moon.

جب چاندی کی لکیر کی طرح چاند ظاہر ہو تو اس کو

Waxing Crescent Moon

کہا جاتا ہے- ترکمانستان کے جھنڈے پر یہ چاند بنا ہے

دوسرا دور آتا ہے جب چاند البدر مکمل ہو جاتا ہے- مکمل ہونے کے بعد واپس ماہ کے آخر میں کم ہوتا جاتا ہے -اس کو

**waning moon**

کہا جاتا ہے- پاکستان، ترکی، ملائشیا کے جھنڈے پر یہ والا چاند ہے

A **waning moon** is any phase of the **moon** during the lunar cycle between the full **moon** and the new **moon**

یہ چاند عربی میں نیا نہیں کہا جاتا-

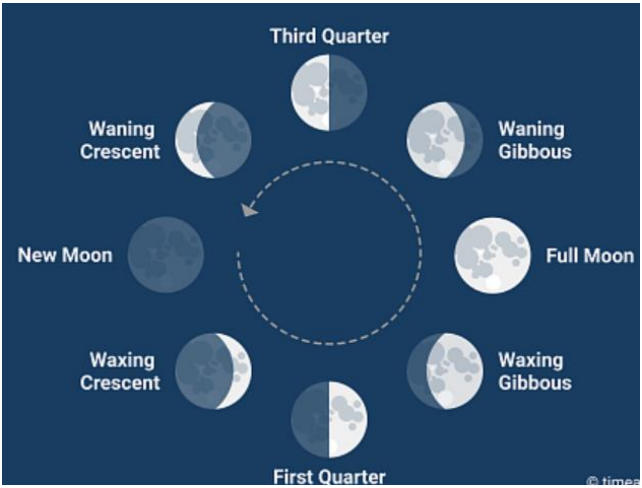
Third Quarter
Waning Crescent
Waning Gibbous
New Moon
Full Moon
Waxing Crescent
Waxing Gibbous
First Quarter

Waxing Moon

مسجدالحرام کے مینار پر چاند

ڈیانا کے بت کے سر پر چاند

راقم کہتا ہے کہ چاند ختم کر دیے جائیں اور مینار بنانے کی غیر ضروری تعمیر کو بند کیا جائے

عثمانی ترکوں نے اپنے جھنڈوں پر تلوار کو بھی لگایا ہے۔ اس میں علی کی تلوار کا خاکہ پیش کیا گیا تھا

جھنڈوں پر تلوار بنایا ایک مسیج ہے۔ غیر مسلم یہ کیوں نہ سمجھیں کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے۔ جب ہم تلوار کو جھنڈے پر بنائیں اور عملی زندگی میں انصاف تک کو مسلمانوں پر نافذ نہ کر سکیں تو یہی ہو گا۔

## حواشی

عرب ممالک چونکہ ترکی سے آزاد ہوئے تھے انھوں نے چاند کو اپنے جھنڈوں پر نہیں لگایا بلکہ رنگوں کو استعمال کیا ہے۔ مسلمان رنگوں پر جھنڈے رکھتے تھے۔ بنو امیہ کا جھنڈا دور نبوی جیسا سفید تھا۔ بنو عباس کا کالا تھا۔ خوارج کا جھنڈا پیلا یا نیلا تھا۔ فاطمی باطنی خلافت کا جھنڈا سبز تھا۔

عرب شاعر صَفِيّ الدين الحِلّي المتوفی ۷۵۲ھ نے اپنے اشعار میں کہا

بيض صنائعنا سود وقائعنا

خضر مرابعنا حمر مواضينا

سفید ہمارا کام ہے، سیاہ ہماری زندگی ہے

سبز ہمارا حال ہے اور سرخ ہماری تاریخ ہے

اس شعر سے چار رنگ لے کر عربوں نے اپنے جھنڈے بنائے ہیں۔

# اسلامی ربع الحزب کا نشان

کعبہ اللہ پر مبنی ایک جیو میٹریکل شکل کو بھی خوب پذیرائی ملی-اسلام سے متعلق ویب سائٹ ہو، کتاب کی جلد ہو، قرآن کی آیت کا اختتام ہو، ہو مسجد میں نقاشی ہو، ہر جگہ یہ آٹھ کونوں والا نشان نظر آتا ہے- جو مغضوب علیہ قوم کے چھ کونوں والے ستارے کا مقابلہ ہے جس کو مہر سلیمان یا داودی تارہ کہا جاتا ہے- لہٰذا چار کونوں والے کعبہ کو ایک کے اوپر ایک رکھ کر آٹھ کونوں والا تارہ کا نشان تیار کیا گیا ہے—اس کو خاتم سلیمان کہا جاتا ہے اور ربع الحزب بھی کہا جاتا ہے—اس کا استعمال مغربی افریقہ کے اسلامی ممالک میں سب سے پہلے ہوا

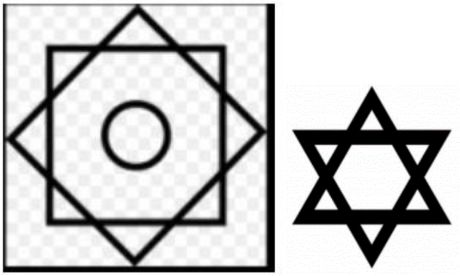

تصویر : دائیں طرف : داود کا تارہ - یہودی نشان

بائیں طرف اسلامی آٹھ کونوں والا تارہ

قرآن میں ہے کہ روز محشر اللہ تعالی کے عرش کو آٹھ فرشتے اٹھائے ہوں گے لہٰذا یہ سمجھا گیا کہ عرش کے آٹھ کونے ہوں گے- اس کو لے کر ربع الحزب کو ایجاد کیا گیا ہے- ترک صوفیوں نے اس کو بھی اپنے جھنڈے پر لگایا تھا

تصویر عثمانی ترک خلافت کے بدلتے جھنڈے

کعبہ اللہ پر مبنی ایک جیومیٹریکل شکل کو بھی خوب پذیرائی ملی۔اسلام سے متعلق ویب سائٹ ہو، کتاب کی جلد ہو، قرآن کی آیت کا اختتام ہو، ہو مسجد میں نقاشی ہو، ہر جگہ یہ آٹھ کونوں والا نشان نظر آتا ہے۔جو مغضوب علیہ قوم کے چھ کونوں والے ستارے کا مقابلہ ہے جس کو مہر سلیمان یا داودی تارہ کہا جاتا ہے۔لہٰذا چار کونوں والے کعبہ کو ایک کے اوپر ایک رکھ کر آٹھ کونوں والا تارہ کا نشان تیار کیا گیا ہے۔اس کو خاتم سلیمان کہا جاتا ہے اور ربع الحزب بھی کہا جاتا ہے۔اس کا استعمال مغربی افریقہ کے اسلامی ممالک میں سب سے پہلے ہوا

Hagia Triada (”Holy Trinity‟) Church Istanbul

استنبول میں ۱۸۷۶ میں بننے والے مقدس تثلیث گریک چرچ میں موجود تصویر میں ربع الحزب پر سفید کبوتر کی تصویر ہے جو روح القدس کا نشان ہے یہ تصویر اگرچہ نئی ہے لیکن بین المذاھب رمز و تماثیل کا اشتراک قابل غور ہے

استنبول کی سولا صدی کی ایک مسجد میں اندرونی نقاشی پر ربع الحزب کا نشان موجود ہے

# ہڑپہ کی تہذیب مسجد الحرام کی زیبائش

پاسبان مل گئے کعبہ کو صنم خانے سے

دریائے سندھ کی تہذیب دنیا کی قدیم تہذیب ہے اس کو ۵۰۰۰ ہزار سال قدیم کہا جاتا ہے اور یہ مصری تہذیب سے بھی قدیم ہے اس کی دریافت برطانوی راج کے دور میں ہوئی اور انہی کے دور میں اس کی کھدائی شروع ہوئی اس میں سے دنیا کی قدیم ترین تحریر بھی دریافت ہوئی جس کو ابھی تک پڑھا نہیں جا سکا ہے بہرالحال یہ سب کہنے کا مقصد ایک اور اشارہ کی طرف توجہ مبذول کرانی ہے جس سے حرم کعبہ کو مزین کیا گیا ہے

Swastika

ہڑپہ میں دریافت ہونے والی مہر

سواستیکا یا سواستی یا مانجی اصل میں یہ قدیم نشان ہے جو خیر و برکت کی نشانی ہے اور اس میں گھومتی لکیریں کائنات میں مسلسل گردش کا اشارہ دیتی ہیں اس نشان کا اصل معلوم نہیں لیکن یہ دریائے سندھ کی تہذیب میں دریافت ہوا ہے جو خود ہندو مذہب سے بھی قدیم ہے

بازنیطی رومیوں نے قسطنطنیہ میں اپنے وقت کا قبل نبوت میں دنیا کا سب سے بڑا چرچ بنایا اور اس میں دروازوں پر اس نشان کو بنایا گیا

آیا صوفیا کا دروازہ استنبول ترکی

آیا صوفیا کی دیواروں پر بھی سواستیکا بنا ہوا ہے

اسلام کے بعد اندلس میں قرطبہ کی مسجدوں میں اس کو بنایا گیا

میڈم بلاوتسکی (۱) آنجہانی ۱۸۹۱ع جو اپنے وقت کی ایک مشہور شخصیت رہیں—وہ قدیمی ادیان اور فلسفوں کی چیمپئن بنتی تھیں اور ساحرہ اور کاہنہ تھیں—انہوں نے یہ نظریہ پیش کیا کہ انسان اصل میں ایک خلائی مخلوق تھا آج کی دنیا میں جس کے قریب ترین وسط ایشیا کی وہ اقوام ہیں جو ارین نسل کی ہیں جن میں جرمن اور انڈیا وغیرہ کے لوگ شامل ہیں سواستیکا کو ایک عالمی سمبل کہا گیا

( 1 ) Helena Petrovna Blavatsky

بلاوتسکی کہتی تھیں کہ ان کے پاس کاغذ اڑتے ہوئے اتے ہیں جن میں غیب کی خبر ہوتی ہے شاید انہی سے متاثر ہو کر قدرت اللہ شہاب نے شہاب نامہ میں اس کو اپنے لئے بیان کیا ہے ان کو بھی مضامین غیب کی آمد ہوئی وہی کاغذ اڑتا اتا اور غیب القا ہوتا

بلاوتسکی ایک دور میں ہندوستان میں بھی رہیں اور کافی ذہنوں کو متاثر کر گئیں

بہر الحال بلاوتسکی تھیوسوفیکل سوسائٹی کی بانی تھی جو ایک دوسری خفیہ تنظیم سے مد بھیڑ میں رہی اور سواستیکا کو اس سوسائٹی کا نشان بھی بنا دیا گیا

بلاوتسکی کو برطانوی راج نے دیس نکالا دیا اور وہ واپس ہندوستان سے روس پہنچ گئیں وہاں مغرب میں جنگ عظیم اول سے قبل ان کی کتب کا خوب چرچا ہوا اور آسٹریا اور پروشیا کی سلطنت میں ان کی کتب پھیل گئیں اڈولف ہٹلر نے بلاوتسکی کے فلسفہ کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور سواستیکا اپنے پرچم پر لگا دیا

نازی جرمن پرچم

دوسری طرف تاریخ سے لاعلم لوگوں نے اس کو اب حرم کعبہ میں بھی داخل کر دیا ہے

کعبہ کے اندر بھی سواستکا سے محمد رسول اللہ لکھا ھے

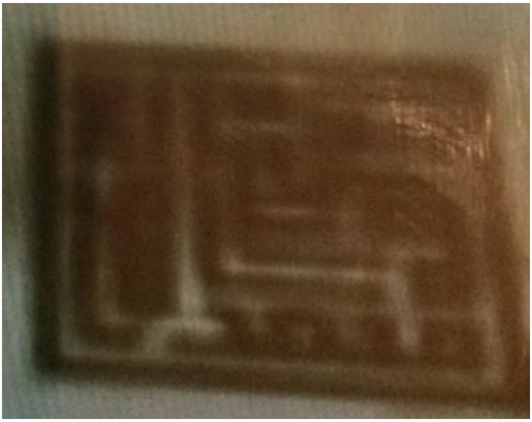

مسجدوں کو خوب صورت بنانے کی دوڑ میں ان کو مشرک اقوام کے اشارات سے پاک رکھیں

# گروہی عصبیت سے متعلق

# بدعات

## مباہلہ کرنے کی بدعت

اہل سنت میں المقریزی (المتوفی: 845ھ-) کی کتاب إمتاع الأسماع بما للنبي من الأحوال والأموال والحفدة والمتاع کے مطابق رمضان سن 9 ہجری سے پہلے

اہل نجران کا نصرانی وفد مدینہ آیا۔السیرۃ النبویۃ لابن ہشام یا سیرت ابن اسحٰق کے مطابق یہ وفد سن 9 ہجری میں آیا۔وفد نجران نصرانی علماء پر مشتمل تھا جو رسول عربی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ملنے آیا تھا اور الوہیت باری تعالی پر کلام کرنا چاہتا تھا اور جزیہ نہیں دینا چاہتا تھا جس کا حکم سورہ المائدہ میں درج ہے

اس وقت تک سورہ ال عمران کی جنگ احد سے متعلق آیات نازل ہو چکی تھیں لیکن آیات مباہلہ ابھی تک اس میں درج نہیں کی گئی تھی۔نصرانی وفد رسول اللہ پر جب ایمان نہ لایا تو ان کو آخری حد دی گئی کہ اگر وہ سمجھتے ہیں کہ وہ حق پر ہیں تو پھر بد دعا کریں اہل ایمان و رسول اللہ کے لئے اور رسول اللہ اور اہل ایمان بد دعا کریں گے نصرانیوں کے لئے۔اس میں دونوں

جانب سے لوگ اپنے گھر والوں کے ساتھ آئیں گے ، میدان میں جمع ہوں گے اور بد دعا کی جائے گی

سورہ ال عمران کی آیات 59 تا 61 ہیں

(59) اِنَّ مَثَلَ عِیسی عِنْدَ اللّٰہِ کَمَثَلِ ادَمَ خَلَقَه مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ قَالَ لَه کُنْ فَیَکُوْنُ

بے شک عیسی کی مثال اللہ کے نزدیک آدم کی سی ہے، اسے مٹی سے بنایا پھر اسے کہا کہ ہو جا پھر ہو گیا

(60) اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُنْ مِّنَ الْمُمْتَرِیْنَ

حق وہی ہے جو تیرا رب کہے پھر تو شک کرنے والوں میں سے نہ ہو

فَمَنْ حَاجَّكَ فِيهِ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ فَقُلْ تَعَالَوْا نَدْعُ أَبْنَاءَنَا وَأَبْنَاءَكُمْ وَنِسَاءَنَا وَنِسَاءَكُمْ وَأَنْفُسَنَا وَأَنْفُسَكُمْ ثُمَّ نَبْتَهِلْ فَنَجْعَلْ لَعْنَتَ اللَّهِ عَلَى الْكَاذِبِينَ

اپنے بیٹوں کو لاو اور اپنی عورتوں کو لاو

پھر جو کوئی تجھ سے اس واقعہ میں جھگڑے بعد اس کے کہ تیرے پاس صحیح علم آ چکا ہے تو کہہ دے کہ آؤ ہم اپنے بیٹے اور تمہارے بیٹے اور اپنی عورتیں اور تمہاری عورتیں اور اپنی جانیں اور تمہاری جانیں بلائیں، پھر سب التجا کریں اور اللہ کی لعنت ڈالیں ان پر جو جھوٹے ہوں

روایات میں ہے کہ 60 مرد نجران سے آئے تھے ان میں عورتیں نہ تھیں لہذا مباہلہ اسی صورت ہوتا کہ یہ واپس جا کر اپنے اہل و عیال کو لاتے لہذا جب یہ بات یہاں تک پہنچی تو نصرانی ڈر گئے اور انہوں نے جزیہ دینا قبول کیا– صحیح بخاری 4380 میں ہے

حَدَّثَنِي عَبَّاسُ بْنُ الْحُسَيْنِ، حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ آدَمَ، عَنْ إِسْرَائِيلَ، عَنْ أَبِي إِسْحَاقَ، عَنْ صِلَةَ بْنِ زُفَرَ، عَنْ حُذَيْفَةَ، قَالَ: جَاءَ الْعَاقِبُ، وَالسَّيِّدُ صَاحِبَا نَجْرَانَ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُرِيدَانِ أَنْ يُلَاعِنَاهُ، قَالَ: فَقَالَ أَحَدُهُمَا لِصَاحِبِهِ: لَا تَفْعَلْ، فَوَاللَّهِ لَئِنْ كَانَ نَبِيًّا فَلَاعَنَّا لَا نُفْلِحُ نَحْنُ، وَلَا عَقِبُنَا مِنْ بَعْدِنَا، قَالَا: إِنَّا نُعْطِيكَ مَا سَأَلْتَنَا، وَابْعَثْ مَعَنَا رَجُلًا أَمِينًا وَلَا تَبْعَثْ مَعَنَا إِلَّا أَمِينًا، فَقَالَ: "لَأَبْعَثَنَّ مَعَكُمْ رَجُلًا أَمِينًا حَقَّ أَمِينٍ"، فَاسْتَشْرَفَ لَهُ أَصْحَابُ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَقَالَ: "قُمْ يَا أَبَا عُبَيْدَةَ بْنَ الْجَرَّاحِ"، فَلَمَّا قَامَ، قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "هَذَا أَمِينُ هَذِهِ الْأُمَّةِ".

مجھ سے عباس بن حسین نے بیان کیا، کہا ہم سے یحییٰ بن آدم نے بیان کیا، ان سے اسرائیل نے، ان سے ابواسحاق نے، ان سے صلہ بن زفر نے اور ان سے حذیفہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ نجران کے دو سردار عاقب اور سید، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے مباہلہ کرنے کے لیے آئے تھے لیکن ایک نے اپنے دوسرے ساتھی سے کہا کہ ایسا نہ کرو کیونکہ اللہ کی قسم! اگر یہ نبی ہوئے اور پھر بھی ہم نے ان سے مباہلہ کیا تو ہم پنپ نہیں سکتے اور نہ ہمارے بعد ہماری نسلیں رہ سکیں گی۔ پھر ان دونوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ جو کچھ آپ مانگیں ہم جزیہ دینے کے لیے تیار ہیں۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی

امین بھیج دیجئیے، جو بھی آدمی ہمارے ساتھ بھیجیں وہ امین ہونا ضروری ہے- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو امانت دار ہو گا بلکہ پورا پورا امانت دار ہو گا- صحابہ رضی اللہ عنہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے منتظر تھے، آپ نے فرمایا کہ ابو عبیدہ بن الجراح ! اٹھو جب وہ کھڑے ہوئے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ اس امت کے امین ہیں

دور نبوی کے بعد قرون ثلاثہ تک کسی موقعہ پر بھی اس کے بعد اہل کتاب یا مشرکوں سے مباہلہ نہ کیا گیا—اس طرح اس پر اجماع امت ہو گیا کہ یہ مباہلہ کرنا صرف نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا

ابن حجر کتاب فتح الباری میں لکھتے ہیں

**وَفِيهَا مَشْرُوعِيَّةُ مُبَاهَلَةِ الْمُخَالِفِ إِذَا أصر بعد ظُهُور الْحجَّة وَقد دَعَا بن عَبَّاسٍ إِلَى ذَلِكَ ثُمَّ الْأَوْزَاعِيُّ وَوَقَعَ ذَلِكَ لِجَمَاعَةٍ مِنَ الْعُلَمَاءِ**

اس میں مباھلہ کی مشروعیت ہے کہ جب مخالف حجت کے ظاہر ہو جانے کے بعد بھی اصرار کرے اور ابن عباس نے اس کو طرف بلایا ہے پھر الأَوْزَاعِیُّ نے اور علماء کی ایک جماعت نے

سنن الکبری از بیہقی، سنن دار قطنی میں ہے

**وَأَخْبَرَنَا أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ السُّلَمِيُّ، وَأَبُو بَكْرٍ قَالَا: أنا عَلِيٌّ، نا يُوسُفُ بْنُ إِسْحَاقَ بْنِ بُهْلُولٍ، نا جَدِّي، نا أَبِي، نا أَبُو جُزَيٍّ نَصْرُ بْنُ طَرِيفٍ عَنْ أَيُّوبَ السَّخْتِيَانِيِّ، عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: " مَنْ شَاءَ بَاهَلْتُهُ أَنَّهُ لَيْسَ لِلْأَمَةِ ظِهَارٌ وَاللهُ أَعْلَمُ**

ابن عباس نے کہا جو چاہے اس پر مباہلہ کرے کہ لونڈی کے حوالے سے ظِہار نہیں ہے

اس کی سند میں إِبُو جُرَيٍّ نَصْرُ بْنُ طَرِيفٍ متروک ہے

تفاسیر میں عکرمہ کا قول ہے کہ آیت

**وَمَنْ يَقْنُتْ مِنْكُنَّ لِلَّهِ وَرَسُولِهِ وَتَعْمَلْ صَالِحًا نُؤْتِهَا أَجْرَهَا مَرَّتَيْنِ وَأَعْتَدْنَا لَهَا رِزْقًا كَرِيمًا**

پر جو چاہے مباہلہ کرے کہ یہ ازواج النبی کے بارے میں ہے

راقم کہتا ہے کہ اس قول کی سند نہیں ہے خود عکرمہ مجروح ہے

الأَوْزَاعِيُّ سے منسوب قول معلوم نہیں کہ کون سا ہے

دیوبندی انور کاشمیری فیض الباری میں کہتے ہیں

**واعلم أن المُبَاهَلَةَ تَجُوزُ في المضايق الآن أيضًا**

جان لو کہ مباہلہ اب بھی دل تنگ کرنے والی باتوں میں جائز ہے

راقم کہتا ہے مباہلہ کرنا صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے خاص تھا اور انہوں نے بھی مباہلہ نہیں کیا کیونکہ نصرانی ڈر کر بھاگ گئے تھے ۔ یہ شان صرف رسول اللہ کی ہے کہ ان کا

مخالف تباہ و برباد کر دیا جائے گا۔امت محمد کے فرقوں کا اپس میں ایک دوسرے سے مباہلہ کرنا احقانہ عمل ہے کیونکہ 73 فرقوں والی حدیث میں موجود ہے کہ امت کے کے گمراہ فرقے اور فرقہ الناجیہ ایک ساتھ رہیں گے نہ کہ گمراہ فرقے مباہلہ پر معدوم ہو جائیں گے

آٹھویں صدی سے قبل کوئی حوالہ نہیں ملا جس میں ہو کہ فرقے ایک دوسرے کو مباہلہ کے چیلنج دے رہے ہوں

# معاشرت میں بدعات کا ذکر

## سالگرہ منانا

سالگرہ منانے پر لوگ مختلف الخیال ہیں

**منع کرنے والے:** جو منانے سے منع کرتے ہیں ان کے مطابق یہ مسلمانوں میں جاری عمل نہیں ہے یہ بدعت ہے اور دیگر ادیان کی تقریب ہے- زندگی کا ایک سال کم ہو رہا ہے تو اس پر خوشی نہیں منائی جاسکتی وغیرہ

**جواز والے:** جو اس کے جواز کے قائل ہیں ان کے نزدیک یہ کوئی دینی کام نہیں ہے نہ اس کو دین کا حصہ سمجھا جارہاہے، یہ صرف ایک خوشی کی تقریب ہے

**راہ اعتدال:** راقم کے نزدیک یہ ہے کہ اس میں کوئی برائی نہیں ہے

ایام جاہلیت میں کیے جانے والے تمام اقدار و کلچر غلط نہیں سمجھا گیا مثلا عقیقہ جو پیدائش پر کیا جاتا ہے اس پر ایام جاہلیت میں عمل ہوتا تھا اسلام نے اس سے منع نہیں کیا اس کو جائز کیا کہ جو چاہے کرے لہذا جب مسلمان سالگرہ مناتے ہیں تو نہ تو کوئی مشرکانہ عمل ہوتا نہ بدعت ہوتی ہے کیونکہ اس کو نیکی سمجھ کر نہیں کیا جا رہا ہوتا

ایک حدیث میں ہے

خالفوا الیھود والنصاری۔ یعنی یھود و نصاری کی مخالفت کرو

اگر کسی چیز کا تصور کسی خاص قوم یا مذھب سے منسلک سے نہ رہے تو پھر وہ خاص اس قوم کا کلچر نہیں رہتا

مثلا لباس میں سوٹ ٹائی پہنا آج مغربی کلچر کا خاصہ نہیں ہے چینی جاپانی افریقی سب سوٹ پہن رہے ہیں بشمول مسلمانوں کے ۔اسی طرح سالگرہ منانا صرف اہل مغرب یھود و نصاری کا خاصہ نہیں ہے تمام دنیا میں لوگ اس کو کر رہے ہیں اور کوئی اس کو مذھب کا حصہ نہیں سمجھتا- انبیاء کا کلچر بھی بدلتا رہا ہے شیخ مدین کی بیٹیاں بکریوں کو پانی پلانے ہانک کر کنواں پر لے جاتی ہیں جہاں موسی سے ملتی ہیں لیکن عربوں میں یہ روایت نہیں ملتی کہ عورتیں بکریوں کی گلہ بانی کرتی ہوں- دنیا کا کلچر تبدیل ہوتا رہا ہے اور رہے گا لہذا اس میں جو چیز غلط نہ ہو اس کو کرنے میں کوئی عیب نہیں ہے-

حدیث جس نے کوئی ایسا کام کیا جس کے بارے میں ہمارا امر نہ ہو میں امر سے مراد منزل من اللہ احکام کو بدلنے سے متعلق قول ہے-

اسلام اس دینا میں اخروی فلاح کے لئے ہے لوگوں کو عرب بنانے کے لئے نہیں ہے

# جمعہ مبارک یا شادی مبارک کہنا

بعض کلمات دعا ہیں مثلا جمعہ مبارک یعنی جمعہ مبارک ہو ایسا کرنا دعا ہے۔ اگر کوئی جمعہ مبارک بولتا ہے لیکن اس کو دین کا ضروری حصہ قرار نہیں دیتا تو یہ بولنا جائز ہے بدعت نہیں

اسی طرح باقی مبارک باد کے الفاظ دعا ہیں جو کسی بھی موقعہ پر کی جا سکتی ہے

عید مبارک شادی مبارک جمعہ مبارک شعبان مبارک رمضان مبارک سالگرہ مبارک بیٹا مبارک کلمات دعا کے ہیں راقم ان کو بدعت نہیں کہتا

دعا کے لئے یہ کہاں لکھا ہے کہ صرف وہی الفاظ بولے جائیں جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بولے ہوں

دنیا کے لا تعداد معاملات ہیں ان میں دعا کسی بھی طرح دی جا سکتی ہے

# شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنا

شلوار ٹخنوں سے اوپر رکھنے پر بعض تک روایت پہنچی انہوں نے دور نبوی میں معاشرہ میں اس کا مقصد نہیں سمجھا صرف حکم کو اپنے اوپر نافذ کر دیا اب یہ پابندی جو وقتی تھی اس کو آج تک کر رہے ہیں تو اس میں بحث بے کار ہے کیونکہ یہ فہم ہے ان کے نزدیک یہ ہمیشہ کرنا ہے۔ دور نبوی میں زمین پر کپڑا گھسیٹ کر چلا جاتا تھا۔ اس عمل کا ذکر کر کے منع کیا گیا تھا کہ ایسا مت کرنا۔ راقم کے نزدیک یہ نیت ہے مثلا حدیث میں ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو خبر ملی کہ کسوف یا گرہن ہو رہا ہے

فَقَامَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ حَتَّى دَخَلَ الْمَسْجِدَ صحيح بخاری

ہم سے عمرو بن عون نے بیان کیا، انہوں نے کہا کہ ہم سے خالد بن عبداللہ نے یونس سے بیان کیا، ان سے امام حسن بصری نے بیان کیا، ان سے ابوبکرہ نفیع بن حارث رضی اللہ عنہ نے کہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ سورج کو گرہن لگنا شروع ہوا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (اٹھ کر جلدی میں) چادر گھسیٹتے ہوئے مسجد میں گئے

سنن نسائی

فَانْكَسَفَتِ الشَّمْسُ فَخَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَجُرُّ رِدَاءَهُ، حَتَّى انْتَهَى إِلَى الْمَسْجِدِ

ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تھے کہ سورج گرہن لگا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے نکلے یہاں تک کہ آپ مسجد پہنچے،

## چادر زمین پر رگڑتی رہی لیکن یہاں نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مقصد الگ ہے

## سنن نسائی میں ہے

عمران بن حصین رضی اللہ عنہما کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصر کی تین رکعت پر سلام پھیر دیا، پھر آپ اپنے حجرے میں چلے گئے، تو آپ کی طرف اٹھ کر خرباق نامی ایک شخص گئے اور پوچھا: اللہ کے رسول! کیا نماز کم ہو گئی ہے؟ تو آپ غصہ کی حالت میں اپنی چادر گھسیٹتے ہوئے باہر تشریف لائے، اور پوچھا: ”کیا یہ سچ کہہ رہے ہیں؟“ لوگوں نے کہا: جی ہاں، تو آپ کھڑے ہوئے، اور (جو چھوٹ گئی تھی) اسے پڑھایا پھر سلام پھیرا، پھر اس رکعت کے (چھوٹ جانے کے سبب) دو سجدے کیے، پھر سلام پھیرا۔

معلوم ہوا کہ چادر یا لباس زمین پر لگ جائے تو قباحت نہیں ہے

## سبز عمامہ مسلسل باندھنا

مسند احمد کی روایت ہے

حَدَّثَنَا عَفَّانُ، حَدَّثَنَا وُهَيْبٌ، حَدَّثَنَا عَبْدُ اللهِ بْنُ عُثْمَانَ بْنِ خُثَيْمٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " الْبَسُوا مِنْ ثِيَابِكُمُ الْبِيضَ، فَإِنَّهَا مِنْ خَيْرِ ثِيَابِكُمْ، وَكَفِّنُوا فِيهَا مَوْتَاكُمْ، وَإِنَّ مِنْ خَيْرِ أَكْحَالِكُمُ الْإِثْمِدَ، إِنَّهُ يَجْلُو الْبَصَرَ، وَيُنْبِتُ الشَّعْرَ

"

ابن عباس کہتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سفید کپڑے پہنو کہ یہ سب سے بہتر لباس ہے اسی میں کفن دو

یہ روایت قوی ہے اس کے مقابلے پر مسند البزار کی روایت ہے

حَدَّثنا الحسن بن يَحيى، حَدَّثنا إسحاق بن إدريس، حَدَّثنا سُوَيْدٌ، عَن قتادة، عَن أَنَس؛ أَن النَّبِيّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم كَانَ يُحِبُّ الْخُضْرَةَ، أَوْ قَالَ – كَانَ أَحَبُّ الأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيه وَسَلَّم الْخُضْرَةَ.

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ کو سبز رنگ پسند تھا اور ان کا پسندیدہ رنگ تھا

اس کی سند میں سوید بن إبراهيم البصري العطار، أبو حاتم ہے جو ضعیف ہے

نسائی اس کو لیس بثقة کہتے ہیں

کتاب المعجم الأوسط از طبرانی کی روایت ہے

حَدَّثنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ الْحَضْرَمِيُّ قَالَ: ثنا إِبْرَاهِيمُ بْنُ الْمُنْذِرِ الْحِزَامِيُّ قَالَ: ثنا مَعْنُ بْنُ عِيسَى، عَنْ سَعِيدِ بْنِ بَشِيرٍ، عَنْ قَتَادَةَ، [ص:40] عَنْ أَنَسٍ قَالَ: «كَانَ أَحَبُّ الْأَلْوَانِ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْخُضْرَةَ»

انس سے مروی ہے کہ رسول اللہ کا پسندیدہ رنگ سبز تھا

اس کی سند میں سَعِيدُ بنُ بَشِيرٍ أَبُو عَبْدِ الرَّحْمَنِ الأَزْدِيُّ جس کو منکر الحدیث کہا گیا ہے

ابْنُ مَهْدِيٍّ اس کو متروک قرار دیتے تھے اور ابْنُ مَعِيْنٍ، وَالنَّسَائِيُّ اس کو ضعیف کہتے ہیں

خطابی کہتے ہیں

الخطابي: قد نهى رسول الله – صلَّى الله عليه وسلم – الرجال عن لبس المعصفر، وكره لهم الحُمرة في اللباس

رسول اللہ نے مردوں کو منع کیا کہ پیلا لباس پہنن اور لال رنگ سے کراہت کی

راقم کہتا ہے پیلا رنگ نصرانی پپتسمہ میں استعمال کرتے تھے

فتح مکہ کے روز کالا عمامہ تھا

حَدَّثنا عبدِ الله بن جعفرِ، حَدَّثنا يونس بن حبيب، حَدَّثنا أبو داود، حَدَّثنا حماد بن سلمة، عَن أبي الزبير، عَن جابر: إن النبي صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ دخل يوم فتح مكة وعليه عمامة سوداء.

سبز لباس عورتوں کا بھی ہوتا تھا صحیح بخاری کی حدیث ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ بَشَّارٍ، حَدَّثَنَا عَبْدُ الوَهَّابِ، أَخْبَرَنَا أَيُّوبُ، عَنْ عِكْرِمَةَ: أَنَّ رِفَاعَةَ طَلَّقَ امْرَأَتَهُ، فَتَزَوَّجَهَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ الزَّبِيرِ القُرَظِيُّ، قَالَتْ عَائِشَةُ: وَعَلَيْهَا خِمَارٌ أَخْضَرُ

عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اس عورت (یعنی زوجہ رفاعہ) پر سبز اوڑھنی تھی

مسند ابن ابی شیبہ، مسند احمد، ترمذی سنن دارمی، سنن النسائی کی روایت ہے

نا مُحَمَّدُ بْنُ بِشْرٍ، عَنْ عَلِيِّ بْنِ صَالِحٍ، قَالَ: نا إِيَادُ بْنُ لَقِيطٍ [ص:301]، عَنْ أَبِي رِمْثَةَ، قَالَ: حَجَجْتُ فَرَأَيْتُ رَجُلًا جَالِسًا فِي ظِلِّ الْكَعْبَةِ فَقَالَ أَبِي: أَتَدْرِي مَنْ هَذَا؟ هَذَا رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، فَلَمَّا انْتَهَيْنَا إِلَيْهِ «إِذَا رَجُلٌ ذُو وَفْرَةٍ بِهِ رَدْعُ زَعْفَرَانٍ وَعَلَيْهِ ثَوْبَانِ أَخْضَرَانِ

ابی رمثہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اس حال میں کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر دو سبز رنگ کے کپڑے تھے۔

اس کی سند کو صحیح کہا گیا ہے

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سبز لباس پہنا ہے لیکن پسندیدہ رنگ سفید تھا

مسند البزار اور مصنف ابن ابی شیبہ کی روایت ہے بدر کے دن

إِنَّ الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ كَانَتْ عَلَيْهِ عِمَامَةٌ صَفْرَاءُ مُعْتَجِرًا بِهَا، فَنَزَلَتِ الْمَلَائِكَةُ وَعَلَيْهِمْ عَمَائِمُ صُفْرٌ

الزُّبَيْرَ بْنَ الْعَوَّامِ نے پیلا عمامہ پہنا ہوا تھا اور فرشتوں نے بھی

طبرانی الکبیر کی روایت ہے

وَكَانَتْ سِيمَاءُ الْمَلَائِكَةِ يَوْمَ بَدْرٍ عَمَائِمَ سُودٍ، وَيَوْمَ أُحُدٍ عَمَائِمَ حُمْرٍ

بدر کے روز فرشتوں نے کالا عمامہ اور احد میں سرخ عمامہ پہنا ہوا تھا

سورہ کہف میں جنتیوں کا لباس سبز بتایا گیا ہے

وَيَلْبَسُونَ ثِيَابًا خُضْرًا مِنْ سُندُسٍ وَإِسْتَبْرَقٍ

سورہ الانسان میں بھی سبز ہے

عَالِيَهُمْ ثِيَابُ سُندُسٍ خُضْرٌ وَإِسْتَبْرَقٌ

سورہ الرحمان میں بھی سبز ہے

مُتَّكِئِينَ عَلَىٰ رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ

الغرض رنگ سب اللہ کے ہیں اس کی تخلیق ہیں لیکن سنت میں سفید رنگ پسند کیا گیا ہے کسی رنگ کو مخصوص نہیں کیا گیا

بریلوی فرقہ کا سبز کو عمامہ کے لئے خاص کرنا ان کے تشخص کا اظہار ہے لیکن یہ سنت میں مخصوص نہیں ہے لہذا یہ ان کا فرقہ وارانہ غلو ہے

# فوٹو کیا تصویر سازی ہے؟

سن ٦٠ سے لے کر سن ٢٠٠٠ تک بر صغیر کے علماء کہتے تھے فوٹو کھچوانا حرام ہے لیکن آج یہ لوگ یو ٹیوب پر ویڈیو بنواتے ہیں جس میں وہی تصویر بنتی ہے

راقم کہتا ہے فوٹو عکس ہے - آئینہ دیکھنا حرام نہیں ہے

تصویر سازی وہ ہے جو انسان نئی چیز بنائے

کسی جاندار کی تصویر بنانا حرام ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک پردہ دیکھا جس پر گھوڑا بنا تھا جس کے پر تھے آپ نے اس قسم کے تخیلاتی غیر فطری تخلیق سے منع کیا

حدیث میں ہے کہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس گڑیاں تھیں جن سے وہ کھیلتی تھیں اور ان پر قدغن نہیں کی گئی

لہٰذا یہ حرمت ممکن ہے غیر فطری چیزوں پر تھی وہ اشیاء جو اللہ نے پیدا کیں اور اس کی تخلیق ہیں ان کو کوئی بھی یہ سوچ کر نہیں بناتا کہ یہ میری تخلیق ہے

لیکن ایسی چیز بنانا جو تخیلاتی ہو وہ ممنوع ہے جسے اڑتے گھوڑے وغیرہ

حدیث میں آیا ہے کہ روز قیامت کہا جائے گا کہ اب اس میں روح ڈالو لہذا تمام ذی روح جسموں کی تصویر منع کی جاتی ہے جو احتیاط ہے

فوٹو گرافی تصویر سازی نہیں عکس ہے لہذا اس میں قباحت نہیں ورنہ آئنیہ دیکھنا بھی حرام ہوتا-

اگر تصویر جیب میں ہے تو اس پر کوئی قباحت نہیں ہے واللہ اعلم

ابو داود کی حدیث ہے

حدیث نمبر: 4153

حَدَّثَنَا وَهْبُ بْنُ بَقِيَّةَ، أَخْبَرَنَا خَالِدٌ، عَنْ سُهَيْلٍ يَعْنِي ابْنَ أَبِي صَالِحٍ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ يَسَارٍ الْأَنْصَارِيِّ، عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، عَنْ أَبِي طَلْحَةَ الْأَنْصَارِيِّ، قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، يَقُولُ: "لَا تَدْخُلُ الْمَلَائِكَةُ بَيْتًا فِيهِ كَلْبٌ وَلَا تِمْثَالٌ، وَقَالَ: انْطَلِقْ بِنَا إِلَى أُمِّ الْمُؤْمِنِينَ عَائِشَةَ نَسْأَلُهَا عَنْ ذَلِكَ، فَانْطَلَقْنَا، فَقُلْنَا: يَا أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ إِنَّ أَبَا طَلْحَةَ، حَدَّثَنَا عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِكَذَا وَكَذَا فَهَلْ سَمِعْتِ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَذْكُرُ ذَلِكَ ؟ قَالَتْ: لَا، وَلَكِنْ سَأُحَدِّثُكُمْ بِمَا رَأَيْتُهُ فَعَلَ، خَرَجَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي بَعْضِ مَغَازِيهِ وَكُنْتُ أَتَحَيَّنُ قُفُولَهُ، فَأَخَذْتُ نَمَطًا كَانَ لَنَا فَسَتَرْتُهُ عَلَى الْعَرَضِ، فَلَمَّا جَاءَ اسْتَقْبَلْتُهُ فَقُلْتُ: السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ الْحَمْدُ لِلَّهِ الَّذِي أَعَزَّكَ وَأَكْرَمَكَ، فَنَظَرَ إِلَى الْبَيْتِ فَرَأَى النَّمَطَ فَلَمْ يَرُدَّ عَلَيَّ شَيْئًا وَرَأَيْتُ الْكَرَاهِيَةَ فِي وَجْهِهِ فَأَتَى النَّمَطَ حَتَّى هَتَكَهُ ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيمَا رَزَقَنَا أَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ، قَالَتْ: فَقَطَعْتُهُ وَجَعَلْتُهُ وِسَادَتَيْنِ وَحَشَوْتُهُمَا لِيفًا فَلَمْ يُنْكِرْ ذَلِكَ عَلَيَّ ".

ابو طلحہ انصاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا: ”فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا مجسمہ ہو“۔ زید بن خالد نے جو اس حدیث کے راوی ہیں سعید بن یسار سے کہا: میرے ساتھ ام المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس چلو ہم ان سے اس بارے میں پوچھیں گے چنانچہ ہم گئے اور جا کر پوچھا: ام المؤمنین! ابو طلحہ نے ہم سے حدیث بیان کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے ایسا ایسا فرمایا ہے تو کیا آپ نے بھی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے؟ آپ نے کہا: نہیں، لیکن میں نے جو کچھ آپ کو کرتے دیکھا ہے وہ میں تم سے بیان کرتی ہوں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی غزوہ میں نکلے، میں آپ کی واپسی کی منتظر تھی، میں نے ایک پردہ لیا جو میرے پاس تھا اور اسے دروازے کی پڑی لکڑی پر لٹکا دیا، پھر جب آئے تو میں نے آپ کا استقبال کیا اور کہا: سلامتی ہو آپ پر اے اللہ کے رسول! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں، شکر ہے اس اللہ کا جس نے آپ کو عزت بخشی اور اپنے فضل و کرم سے نوازا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر پر نظر ڈالی، تو آپ کی نگاہ پردے پر گئی تو آپ نے میرے سلام کا کوئی جواب نہیں دیا، میں نے آپ کے چہرہ پر ناگواری دیکھی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم پردے کے پاس آئے اور اسے اتار دیا اور فرمایا: ”اللہ نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا ہے کہ ہم اس کی عطا کی ہوئی چیزوں میں سے پتھر اور اینٹ کو کپڑے پہنائیں“ پھر میں نے کاٹ کر اس کے دو تکیے بنا لیے، اور ان میں کھجور کی چھال کا بھراؤ کیا، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے میرے اس کام پر کوئی نکیر نہیں فرمائی۔

تخریج دارالدعوہ: صحیح البخاری/بدء الخلق ۷ (۳۲۲۵)، ۱۷ (۳۳۲۲)، المغازی ۱۲ (۴۰۰۲)، اللباس ۸۸ (۵۹۴۹)، ۹۲ (۵۹۵۸)، صحیح مسلم/اللباس ۲۶ (۲۱۰۶)، سنن الترمذی/الآدب ۴۴ (۲۸۰۴)، سنن النسائی/الصید والذبائح ۱۱ (۴۲۸۷)، الزینۃ من المجتبی ۵۷ (۵۳۴۹)، سنن ابن ماجہ/اللباس ۴۴ (۳۶۴۹)،

(تحفۃ الاشراف : ۱۶۰۸۹، ۹۷۷۳)، وقد اخرجہ : موطا امام مالک/الاستئذان ۳ (۶)، مسند احمد (۴/۲۸،۲۹، ۳۰) (صحیح)

صحیح مسلم میں ہے

حضرت زید بن خالد (رض) جہنی فرماتے ہیں کہ میں حضرت عائشہ (رض) کی خدمت میں آیا اور میں نے عرض کیا کہ حضرت ابوطلحہ (رض) مجھے یہ خبر دیتے ہیں کہ نبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا فرشتے اس گھر میں داخل نہیں ہوتے کہ جس میں کتے اور تصویریں ہوں تو کیا آپ نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اس طرح یہ حدیث سنی ہے تو حضرت عائشہ (رض) نے فرمایا نہیں! لیکن میں تم سے وہ واقعہ بیان کروں گی جو میں نے دیکھا ہے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک مرتبہ جہاد میں تشریف لے گئے میں نے ایک نقش ونگار والا کپڑا لکڑی کے دروازے پر لٹکا دیا جب آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) واپس تشریف لائے اور پردہ کو دیکھا تو میں نے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرہ اقدس میں ناپسندیدگی کے اثرات پہچان لئے آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا اللہ ہمیں یہ حکم نہیں دیتا کہ پتھروں اور مٹی کو کپڑا پہنائیں حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پردے کو کاٹ کر دو تکیے بنا لئے اور ان میں کھجوروں کی چھال بھر لی تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے میرے اس طرح کرنے پر کوئی عیب نہیں لگایا۔

صحیح مسلم کی ایک دوسری روایت میں ہے

زہیر بن حرب، اسماعیل بن ابراہیم، داؤد، عروہ، حمید بن عبدالرحمٰن، سعد بن ہشام، حضرت عائشہ (رض) سے روایت ہے کہ ہمارے پاس ایک پردہ تھا جس پر پرندوں کی تصویر بنی ہوئی تھی اور جب کوئی اندر داخل ہوتا تو یہ تصویریں اس کے سامنے ہوتیں (یعنی سب سے پہلے اس کی نظر تصویروں پر پڑتی) تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم ) نے مجھ سے فرمایا اس پردے کو نکال دو کیونکہ جب گھر میں داخل ہوتا ہوں اور ان تصویروں کو دیکھتا ہوں تو مجھے دنیا یاد آجاتی ہے حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ ہمارے پاس ایک چادر تھی جس پر نقش ونگار کو ہم ریشمی کہا کرتے تھے اور ہم اسے پہنا کرتے تھے۔

صحیح مسلم میں ہے

ابوبکر بن ابی شیبہ، زہیر بن حرب، ابن عیینہ، زہیر، سفیان بن عیینہ، عبدالرحمٰن بن قاسم، حضرت عائشہ : (رض) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ( صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) میرے ہاں تشریف لائے اور میں نے اپنے دروازے پر ایک پردہ ڈالا ہوا تھا جس میں تصویریں بنی ہوئی تھیں تو جب آپ ( صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) نے اس پردہ کو دیکھا تو آپ ( صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) نے اسے پھاڑ دیا اور آپ ( صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) کے چہرہ اقدس کا رنگ بدل گیا اور آپ ( صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ) نے فرمایا اے عائشہ ! قیامت کے دن سب سے سخت ترین عذاب اللہ کی طرف سے ان لوگوں کو ہوگا جو اللہ کی مخلوق کی تصویریں بناتے ہیں حضرت عائشہ (رض) فرماتی ہیں کہ پھر ہم نے اس پردے کو کاٹ کر ایک تکیہ یا دو تکیے بنا لئے۔

اسی طرح جیب کا نوٹ ہے

# کھڑے ہو کر پانی پینا بدعت ہے ؟

صحیح مسلم ، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار میں ہے

حَدَّثَنِي عَبْدُ الْجَبَّارِ بْنُ الْعَلَاءِ، حَدَّثَنَا مَرْوَانُ يَعْنِي الْفَزَارِيَّ، حَدَّثَنَا عُمَرُ بْنُ حَمْزَةَ، أَخْبَرَنِي أَبُو غَطَفَانَ الْمُرِّيُّ، أَنَّهُ سَمِعَ أَبَا هُرَيْرَةَ، يَقُولُ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «لَا يَشْرَبَنَّ أَحَدٌ مِنْكُمْ قَائِمًا، فَمَنْ نَسِيَ فَلْيَسْتَقِئْ»

عبدالجبار بن علاء ، مروان فزاری، عمرو بن حمزہ، ابو غطفان ، حضرت ابوہریرہ (رض) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا تم میں سے کوئی آدمی کھڑے ہو کر (پانی وغیرہ) نہ پیے اور جو آدمی بھول کر پی لے تو وہ اسے قے کر ڈالے۔

یہ روایت ضعیف ہے اس کی سند میں عمر بن حمزة بن عبد اللہ بن عمر العدوی [العمری

الذھبی میزان میں کہتے ہیں

.ضعفه يحيٰى بن معين، والنسائی. و قال إحمد: إحاديثه مناكير

اس کی تضعیف ابن معین اور نسائی نے کی ہے اور احمد کہتے ہیں اس کی احادیث منکر ہیں

امام مسلم نے اس کی سند سے اس کو روایت کیا ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کھڑے ہو کر پانی پینا روایات سے معلوم ہے

امام مسلم نے عمر کی سند سے ٦ روایات لی ہیں جو تمام ضعیف ہیں

ابن حجر نے بھی اس کو ضعیف قرار دیا ہے

مسند احمد میں بھی ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الرَّزَّاقِ، حَدَّثَنَا مَعْمَرٌ، عَنِ الزُّهْرِيِّ، عَنْ رَجُلٍ، عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " لَوْ يَعْلَمُ الَّذِي يَشْرَبُ وَهُوَ قَائِمٌ مَا فِي بَطْنِهِ، لَاسْتَقَاءَهُ "

یہاں امام الزہری نے رجل کا نام نہیں لیا

صحیح ابن حبان میں ہے

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ: كُنَّا نَأْكُلُ وَنَحْنُ نَمْشِي, وَنَشْرَبُ وَنحنُ قِيَامٌ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

ابن عمر نے کہا ہم عھد نبوی میں کھاتے تھے اور چلتے تھے اور پیتے تھے اور ہم کھڑے ہوئے ہوتے تھے

یعنی کھڑے ہو کر کھانے پینے کی کوئی ممانعت نہیں ہے

## کالا خضاب لگانے کو حرام قرار دینا

صحیح بخاری میں ہے

حَدَّثَنَا عَبْدُ الْعَزِيزِ بْنُ عَبْدِ اللَّهِ ، قَالَ: حَدَّثَنِي إِبْرَاهِيمُ بْنُ سَعْدٍ ، عَنْ صَالِحٍ ، عَنْ ابْنِ شِهَابٍ ، قَالَ: قَالَ أَبُو سَلَمَةَ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ ، إِنَّ أَبَا هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، قَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "إِنَّ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى لَا يَصْبُغُونَ فَخَالِفُوهُمْ".

ہم سے عبدالعزیز بن عبداللہ نے بیان کیا، کہا کہ مجھ سے ابراہیم بن سعد نے بیان کیا، ان سے صالح نے، ان سے ابن شہاب نے بیان کیا، ان سے ابو سلمہ نے بیان کیا اور ان سے ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا یہود و نصاریٰ (ڈاڑھی وغیرہ) میں خضاب نہیں لگاتے، تم لوگ اس کے خلاف طریقہ اختیار کرو (یعنی خضاب لگایا کرو)

صحیح بخاری میں ہے

فَقَالَ أَنَسٌ: "كَانَ أَشْبَهَهُمْ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَكَانَ مَخْضُوبًا بِالْوَسْمَةِ

حسین رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ مشابہ تھے۔ انہوں نے «وسمة.» کا خضاب استعمال کر رکھا تھا

وسمہ عرب استعمال کرتے تھے اور کرتے ہیں اور یہ مہندی نہیں ہے

انگریزی میں اس کو

Istasis

کہتے ہیں- اس سے بالوں کو رنگا جاتا ہے- جس سے بال کالے ہو جاتے ہیں

طبقات ابن سعد اور سیر الاعلام النبلاء از الذھبی کے مطابق سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ کالا خضاب لگاتے تھے

كَانَ أَبِي رَجُلاً قَصِيْراً، دَحْدَاحاً، غَلِيْظاً، ذَا هَامَةٍ، شَثْنَ الأَصَابِعِ، أَشْعَرَ، يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کے لئے مورخ ابن یونس نے لکھا

قَالَ ابْنُ يُوْنُسَ: شَهِدَ فَتحَ مِصْرَ، وَاختَطَّ بِهَا، وَوَلِيَ الجُنْدَ بِمِصْرَ لِمُعَاوِيَةَ، ثُمَّ عَزَلَهُ بَعْدَ ثَلاَثِ سِنِيْنَ، وَأَغْزَاهُ البَحْرَ، وَكَانَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ، وَقَبْرُهُ بِالمُقَطَّمِ

یہ کالا خضاب لگاتے تھے

عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے لئے الذہبی کی سیر میں لکھا

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بنُ البَرْقِيِّ: كَانَ عَمْرٌو قَصِيْراً، يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

ابو بکر البرقی نے کہا عمرو رضی اللہ عنہ کالا خضاب لگاتے تھے

امام بخاری نے اپنی تاریخ میں قیس مولی خباب ترجمہ البخاری فی "تاریخ 151/7" ، کے ترجمہ میں لکھا حسن رضی اللہ عنہ کالا خضاب لگاتے تھے

الثَّوْرِيُّ: عَنْ عَبْدِ العَزِيْزِ بنِ رُفَيْعٍ، عَنْ قَيْسٍ مَوْلَى خَبَّابٍ: رَأَيْتُ الحَسَنَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

طبقات ابن سعد کے مطابق عبد الرحمان بن عوف رضی اللہ عنہ بھی کالا خضاب لگاتے تھے

سَعْدُ بنُ إِبْرَاهِيْمَ: كَانَ أَبُو سَلَمَةَ يَخْضِبُ بِالسَّوَادِ

سیر الاعلام النبلاء از الذھبی میں بہت سے تابعین اور تبع تابعین کا ذکر ہے جو کالا خضاب لگاتے تھے مثلا

طلحہ رضی اللہ عنہ کے بیٹے مُوْسَى بنُ طَلْحَةَ بنِ عُبَيْدِ اللهِ التَّيْمِيُّ المَدَنِيُّ

بکر بن عبد اللہ بن عمرو

ابن ابی لیلی

ابن جریج

محمد بن اسحاق

خلیفه ابو جعفر منصور

صحیح بخاری میں بھی ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ بھی الوسمہ لگاتے تھے

حَدَّثَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ عَبْدِ الرَّحْمَنِ، حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ حِمْيَرٍ، حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيمُ بْنُ أَبِي عَبْلَةَ، أَنَّ عُقْبَةَ بْنَ وَسَّاجٍ، حَدَّثَهُ، عَنْ أَنَسٍ خَادِمِ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، قَالَ: "قَدِمَ النَّبِيُّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ فِي أَصْحَابِهِ أَشْمَطُ غَيْرَ أَبِي بَكْرٍ، فَغَلَفَهَا بِالْحِنَّاءِ وَالْكَتَمِ".

ہم سے سلیمان بن عبدالرحمٰن نے بیان کیا، کہا ہم سے محمد بن حمیر نے بیان کیا، کہا ہم سے ابراہیم بن ابی عبلہ نے بیان کیا، ان سے عقبہ بن وساج نے بیان کیا اور ان سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خادم انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم (مدینہ منورہ) تشریف لائے تو ابوبکر رضی اللہ عنہ کے سوا اور کوئی آپ کے اصحاب میں ایسا نہیں تھا جس کے بال سفید ہو رہے ہوں، اس لیے آپ نے مہندی اور وسمہ کا خضاب استعمال کیا تھا

**اب یہ ممکن نہیں کہ کالا خضاب ممنوع ہو اور صحابہ و تابعین و تبع تابعین کر رہے ہوں**

## سنن نسائی کی منکر روایت کا ذکر

سنن نسائی میں ہے

أَخبَرَنَا عَبْدُ الرَّحْمَنِ بْنُ عُبَيْدِ اللَّهِ الْحَلَبِيُّ، عَنْ عُبَيْدِ اللَّهِ وَهُوَ ابْنُ عَمْرٍو، عَنْ عَبْدِ الْكَرِيمِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ، عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَفَعَهُ، أَنَّهُ قَالَ: "قَوْمٌ يَخْضِبُونَ بِهَذَا السَّوَادِ آخِرَ الزَّمَانِ كَحَوَاصِلِ الْحَمَامِ لَا يَرِيحُونَ رَائِحَةَ الْجَنَّةِ".

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مرفوعاً روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "اخیر زمانے میں کچھ لوگ ایسے ہوں گے جو کبوتر کے پوٹوں کی طرح کالا خضاب لگائیں گے، انہیں جنت کی خوشبو نصیب نہ ہو گی

موضوعات میں ابن جوزی نے کہا

هَذَا حَدِيث لَا يَصِحُّ عَنْ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَالْمُتَّهَمُ بِهِ عبد الْكَرِيم ابْن أَبِي الْمخَارق أَبُو أُميَّة الْبَصْرِيّ

یہ حدیث رسول اللہ پر صحیح نہیں ہے اور مورد الزام اس سند میں عبد الکَرِیم ابْن اِبِی الْمخَارِق اِبُو اُمیَّۃ الْبَصْرِیّ ہے

بغوی کہتے ہیں یہ مرفوع نہیں ہے

تلخیص کتاب الموضوعات لابن الجوزی از الذہبی (المتوفى: 748ھ) میں ہے

حَدِيث: " يكون قوم فِي آخر الزَّمَان يخضبون بِهَذَا السوَاد كحواصل الْحمام، لَا يريحون رَائِحَة الْجنَّة ". رَوَاهُ الْبَغَوِيّ، عَن شيخين، عَن عبد الله بن عَمْرو، عَن عبد الْكَرِيم - هُوَ الْجَزرِي - عَن سعيد بن جُبَير، عَن ابْن عَبَّاس. وَبَعْضهمْ رَوَاهُ عَن عبد الله مَوْقُوفا. قَالَ ابْن الْجَوْزِيّ: لَا يَصح، وَالْمُتَّهَم بِهِ عبد الْكَرِيم بن أبي [الخارق] . قلت: مَا هُوَ ابْن [أبي] الْمخَارق

امام الذھبی نے کہا: ابن جوزی نے درست نہیں کہا، اس کی سند میں عبد الْكَرِيم بن أبي [الخارق] نہیں ہے

راقم کہتا ہے اس کی سند میں عبد الکَرِیم الجُزرِی ہے لیکن وہ بھی ضعیف ہے

الموضوعات از الجوزی (المتوفی: 597ھ) میں ہے

وَاعْلَم أَنَّهُ قَدْ خضب جَمَاعَة من الصَّحَابَة بِالسَّوَادِ مِنْهُم الْحسن وَالْحُسَيْن وَسعد ابْن أَبِي وَقاص وَخلق كثير من التَّابِعين

اور جان لو کہ صحابہ نے کالا خضاب لگایا ہے جن میں ہیں حسن و حسین اور سعد بن ابی وقاص اور التَّابِعين میں سے ایک خلق کثیر

## ابوزبیر کی منکر روایت

محدثین میں سے بعض متساہل ہو جاتے تھے جب زہد وغیرہ کا معاملہ آتا۔ امام مسلم اگرچہ صوفیاء کے جھوٹ سے پریشان تھے لیکن فضائل و زہد و فتن میں تساہل کا شکار تھے۔

اس پر ایک واقعہ ہے کہ فتح مکہ دن ابو قحافہ رضی اللہ عنہ والد ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لایا گیا تو ان کا سر ثغامہ کی طرح سفید تھا تو رسول اللہ نے حکم دیا کہ انہیں عورتوں میں سے کسی کے پاس لے جاؤ جو ان بالوں کو کسی چیز سے رنگ دے —کالے رنگ سے اجتناب کرنا

اس روایت کو بصریوں، مصریون نے انس اور جابر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے

اہل بصرہ اور مصری والے کہتے ہیں کہ حدیث میں تھا کالے رنگ سے بچنا لیکن بصرہ کے زهير بن مُعَاوِيَةَ کہتے ہیں میں نے ابو زبیر سے خاص کالے خضاب کا پوچھا تو ابو زبیر کہتے ہیں اس میں یہ الفاظ نہیں بولے گئے

المسنَد الصَّحيح المُخَرّج عَلى صَحِيح مُسلم از أبو عَوانة يَعقُوب بن إسحَاق الإسفرَاييني ّ(المتوفى : 316 هـ) کے مطابق

حدثنا إسحاق بن سيّار، قال: حدثنا أبو غَسّان ، قال: حدثنا زهير ، قال: ثنا أبو الزبير، عن جابر بمثله، فأمر به إلى نسائه وقال: "غيروا هذا بشيء

قال زهير: وقلت له: وجنبوه السواد؟ قال: لا

جابر نے یہ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی حکم دیا کہ اس کو کسی اور رنگ سے بدلو - زُہَيْرَ بْنُ مُعَاوِيَةَ بْنِ حُدَيْجٍ کہتے ہیں میں نے ابو زبیر سے پوچھا کہ کیا کالے رنگ کو نہ لو ؟؟؟ ابو زبیر نے کہا نہیں

محدثین کے مطابق وہ روایت جو لیث نے ابو زبیر سے روایت نہیں کی ہے لہذا مضبوط نہیں ہے

اور ابو زبیر نے متن بدلا ہے کہیں بولا کہ کالا خضاب مت لینا اور جب خاص پوچھا گیا تو کہا ایسا کچھ نہیں تھا

یہی روایت انس رضی اللہ عنہ سے مسند احمد میں ہے اس کی سند ہے

حَدَّثَنَا مُحَمَّدُ بْنُ سَلَمَةَ الْحَرَّانِيُّ، عَنْ هِشَامٍ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِيرِينَ، قَالَ انس

یہاں اس میں ہشام بن حسان مدلس ہے لہذا یہ روایت اس سند سے ضعیف ہے

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ بُرَيْدَةَ، عَنْ أَبِي الْأَسْوَدِ الدِّيلِيِّ، عَنْ أَبِي ذَرٍّ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِنَّ أَحْسَنَ مَا غَيَّرْتُمْ بِهِ الشَّيْبَ الْحِنَّاءُ وَالْكَتَمُ

سب سے احسن چیز جس سے تم سفید بالوں کو رنگتے ہو، وہ مہندی اور وسمہ ہے

وسمہ سے بال کالے ہو جاتے ہیں

مطالع الانوار علی صحاح الآثار از ابن قرقول (المتوفی: 569ھ) میں ہے

و"الْوَسْمَةُ" (3): شجر يخضب به. قال أبو حنيفة: هو العِظْلِمُ والنِّيْلَجُ أيضًا، والتَّنُّومَةُ. وقيل: هو الخِطْرُ أيضًا، وكله يخضب به السواد.

الْوَسْمَةِ... سے کالا خضاب ہوتا ہے

شَرْحُ صَحِيح مُسْلِمِ لِلقَاضِى عِيَاض الْمُسَمَّى إِكمَالُ الْمُعْلِمِ بفَوَائِدِ مُسْلِم میں ہے

قال أبو حنيفة: الوسمة الخضر والعظلم والملح والثومة، وكلها يصبغ به السواد

ابو حنیفۃ الدینوری اللغوی نے فرمایا الوسمۃ... سے کالا خضاب ہوتا ہے

عون المعبود از عظیم آبادی میں ہے

الْوَسِمَةِ وَيُصْبَغُ بِهِ الشَّعْرُ أَسْوَدُ

وسمہ سے بالوں کو کالا کیا جاتا ہے

التعلیق الممجد علی موطأ محمد (شرح لموطأ مالک بروایۃ محمد بن الحسن) از محمد عبد الحی اللکنوی الہندی، ابو الحسنات (المتوفی: 1304ھ) میں ہے

قَالَ مُحَمَّدٌ: لا نرى بِالْخِضَابِ بالوَسَمة وَالْحِنَّاءِ والصُّفْرة بَأْسًا، وَإِنْ تَرَكَهُ أَبْيَض فَلا بَأْسَ بِذَلِكَ، كلُّ ذَلِكَ حَسَنٌ

امام محمد نے کہا وسمہ سے، حنا سے اور صفرہ سے خضاب میں کوئی برائی نہیں یہ سب اچھا ہے

شرح سنن النسائی المسمی «ذخیرۃ العقبی فی شرح المجتبی از محمد بن علی بن آدم بن موسی الإثیوبی الوَلّوِی میں ہے

الوسمة" -بكسر السين: نبت، وقيل: شجر باليمن يُخضب بورقه الشعر أسود

الوسمۃ یہ تیل ہے جو یمن کے ایک درخت کا ہے اس سے بالوں کو کالا کیا جاتا ہے

وسمہ سے بال کالے ہوتے ہیں اور اس کی اجازت حدیث میں موجود ہے -اصحاب رسول کا اس پر عمل ثابت ہے- غیر مضبوط راویوں کی بنیاد پر کالے خضاب سے منع نہیں کیا جا سکتا